قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 15 جنوری 2022ء | 11 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 15 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 13

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلۡ ہَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۰﴾

(الزمر: 10)

ترجمہ: تو کہہ دے کیا علم والے لوگ اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں نصیحت تو صرف عقل مند لوگ حاصل کیا کرتے ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

’’حضرت عبداللہ بن حارث بن زبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے اندر تفقہ فی الدین پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے اور اس کے لیے ایسی ایسی جگہ سے رزق کے سامان مہیا کرتا ہے۔ جس کا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا‘‘

(ابن ماجہ باب فضل العلماء و الحث علیٰ طلب العلم)

حضرت سلطان القلم کے رشحاتِ قلم

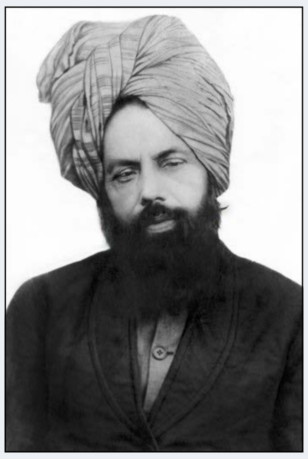

’’وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

’’اسی میں میرا سرور اور اسی میں میرے دل کی ٹھنڈک ہے کہ جو کچھ علوم اور معارف سے میرے دل میں ڈالا گیا ہے میں خدا کے بندوں کے دلوں میں ڈالوں۔ دور رہنے والے کیا جانتے ہیں مگر جو ہمیشہ آتے جاتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ کیونکر میں دن رات تالیفات میں مستغرق ہوں اور کس قدر میں اپنے وقت اور جان کے آرام کو اس راہ میں فدا کر رہا ہوں۔ میں ہر دم اس خدمت میں لگا ہوا ہوں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 161 ایڈیشن 1989ء)

’’یَا اَحۡمَدُ فَاضَتِ الرَّحۡمَۃُ عَلٰی شَفَتَیۡکَ۔ (دیکھو) براہین احمدیہ صفحہ 517۔ ترجمہ ۔ اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری کی جاوے گی۔ بلاغت اور فصاحت اور حقائق اور معارف تجھے عطا کئے جاویں گے۔ سو ظاہر ہے کہ میری کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ اس الہام کے بعد بیس سے زیادہ کتابیں اور رسائل میں نے عربی بلیغ فصیح میں شائع کئے مگر کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ خدا نے ان سے زبان اور دل دونوں چھین لئے اور مجھے دے دیئے۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 510)

فرمانِ خلیفۂ وقت

الفضل جماعت کا اخبار ہے

’’حضرت مصلح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے وہی پرانی باتیں ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا وہ فرماتے ہیں کہ شاید ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے ہیں کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شاید مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے‘‘

(خطاب برموقع سالانہ اجتماع انصار اللہ یوکے منعقدہ 4 اکتوبر 2009ء)

اس شمارہ میں

- محبت کی مالا جپوں رات دن (منظوم)
- روزنامہ الفضل آن لائن کا تعارف
- حضرت علّامہ حکیم مولانا عبید اللہ بسمل امرتسری رضی اللہ عنہ
- چھوٹی مگر سبق آموز بات

دربارِ خلافت

جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

...شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو ولعب ان کو متاثر کرکے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام و استحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔

اب مثلاً ایک صاحب نے مجھے لکھا، شروع کی بات ہے، کہ تم بڑی پلاننگ کرکے خلیفہ بنے ہو۔ پلاننگ کیا تھی؟ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کا اعلان الفضل اور ایم ٹی اے پر تمہاری طرف سے ہوتا تھا تا کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔ اِنَّالِلّٰہ۔ یہ میری مجبوری تھی اس لئے کہ حسب قواعد مجھے ناظر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے یہ کرنا تھا۔ بہرحال جرأت اس شخص میں بھی نہیں جس نے یہ لکھا کیونکہ یہ بے نام خط تھا۔ تو ایسا شخص تو خود منافق ہے۔ اگر خلافت پر اعتماد نہیں تو پھر احمدی رہنے کا بھی فائدہ نہیں۔ اور اگر پھر بھی ایسا شخص اپنے آپ کو احمدی ثابت کرتا ہے تو وہ منافق ہے۔ مختصراً بتادوں کہ اس وقت میرا تو یہ حال تھا کہ جب نام پیش ہوا تو میں ہل کر رہ گیا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ کسی کا بھی ہاتھ میرے حق میں کھڑا نہ ہو۔ اور اس تمام کارروائی کے دوران جو میری حالت تھی وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے۔ یہ تو بے وقوفوں والی بات ہے کسی کا یہ سوچنا کہ خلافت کے لئے کوئی اپنے آپ کو پیش کرے۔ عموماً غیر مجھ سے پوچھتے ہیں تو اُن کو میں ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ جواب دیا کرتا ہوں، ان سے بھی کسی نے پوچھا تھا کہ کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ خلیفہ منتخب ہو جائیں گے۔ تو ان کا جواب یہ تھا کہ کوئی عقلمند آدمی یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ تو یہ صاحب لکھنے والے یا تو مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں اور اپنی بات کی یہ خود ہی تردید بھی کر رہے ہیں (جس سے لگتا ہے کہ یہ بیوقوف نہیں سمجھتے) کیونکہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ تم نے بڑی ہوشیاری سے اپنا نام پیش کروایا۔ بہرحال مختلف وقتوں میں شیطان اپنی چالیں چلتا رہتا ہے۔

...پس ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔ آپ میں سے بہت بڑی تعداد جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یا جو میری زبان میں میری باتیں سمجھ سکتے ہیں اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہ راست نہ سمجھنے کے، باوجود بہت کم رابطے کے، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی خلیفہ کو دیکھا ہوگا اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں۔ مثلاً یوگنڈا میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جارہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آرہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ تو ایسے ایمان لانے والوں کو جو عمل صالح بھی کر رہے ہوں، اپنی قدرت دکھاتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔ پس اپنے پر رحم کریں، اپنی نسلوں پر رحم کریں اور فضول بحثوں میں پڑنے کی بجائے یا ایسی بحثیں کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور وعدے پر نظر رکھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو مضبوط بنائیں۔ جماعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھیل چکی ہے اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔

تین سال کے بعد خلافت کو 100 سال بھی پورے ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی

بقیہ صفحہ 14 پر

محبت کی مالا جپوں رات دن

رہوں میں سدا سرنگوں رات دن
تری حمد مولا کروں رات دن

خدایا! میں مانوں ترے حکم سب
ترے راستے پر چلوں رات دن

لگاؤں اِسے چوم کر دل سے میں
صحیفہ ترا میں پڑھوں رات دن

یہی میری بخشش کا موجب بنے
قدم نیکیوں میں رکھوں رات دن

اطاعت میں تیری ہمیشہ رہوں
محبّت کی مالا جپوں رات دن

مجھے نفسِ امّارہ اکسائے، پر
برائی کی رہ سے بچوں رات دن

تری بندگی میں جھکے یہ جبیں
ترے در پہ سجدہ کروں رات دن

سکوں کے نگر میں رہوں میں سدا
عنایت سے تیری بسوں رات دن

ہے بشریٰ کے دل کی یہی آرزو
ثنا تیری یاربّ! لکھوں رات دن

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

حضرت مصلح موعودؓ کے خواب کی تعبیر اور دُعاؤں کا اثر

روزنامہ الفضل آن لائن کا تعارف

برصغیر کے مسلسل شائع ہونے والے قدیم ترین روزنامہ کی لازوال داستان اور انقلابی روئداد

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (خلیفۃ المسیح الثانی) نے مورخہ 18جون 1913ء بروز بدھ قادیان سے ایک ایسا اخبار جاری فرمایا جو بعد میں خلافت کا دست و بازو ثابت ہوا اور خلافت کی آواز بنا۔ جس کا نام حضرت مولوی نور الدینؓ خلیفۃ المسیح الاوّل کو رؤیا میں ’’الفضل‘‘ بتایا گیا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام ’’الفضل‘‘ فضل ہی ثابت ہوا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 371)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہی اس کے پہلے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر تھے۔ پہلے اخبار کے 16صفحات تھے۔ اور عربی اعتبار سے 12 رجب 1331ھ کا دن تھا۔ آج انگریزی کیلنڈر کے اعتبار سے اس کو 108سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور اور ربوہ سے اشاعت کی توفیق پاتا رہا۔ اسے پاکستان میں مخالفین احمدیت اور حکومتی سطح پر مشکلات کا سامنا بھی رہا۔ دسیوں دفعہ حکومتی پابندیوں اور قدغنوں کی زد میں آکر جبری بند رہا۔ اس کے ایڈیٹر مکرم مولانا نسیم سیفی، مینیجر مکرم آغا سیف اللہ اور پرنٹر مکرم قاضی منیر احمد کو قید کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ آخری بار جب 6دسمبر 2016ء کو اس پر حکومت کی طرف سے جبری پابندی لگی تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ بعد خاکسار کو الفضل ربوہ کا ایڈیٹر مقرر فرما کر الفضل کے متبادل کے طور پر کوئی پرچہ نکالنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ’’گلدستہ علم و ادب‘‘ کے نام سے آن لائن ایک اخبار جاری کیا گیا جو کم و بیش پونے دو سال تک تشنہ روحوں کو سیراب کرتا رہا۔ بالآخر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2019ء کے موقع پر اصل نام اور تشخص یعنی روزنامہ الفضل کا آن لائن پرچہ جاری کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ انتظامیہ کے ساتھ تمام معاملات طے کر کے اور تمام ابتدائی ضروری امور طے کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 13دسمبر 2019ء کو مسجد مبارک ٹلفورڈ اسلام آباد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اس اخبار کا تعارف فرما کر دنیا بھر کے احمدی احباب کو اسے پڑھنے، اس کی ترویج اور مضامین لکھ کر بھجوانے کی تلقین فرمائی اور نمازوں (جمعہ و نماز عصر) کی ادائیگی کے بعد اس کی ویب سائٹ کا افتتاح بھی فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے الفضل کا تعارف بیان کرتے ہوئے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’الفضل کے 106 سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہو رہا ہے اور یہ اخبار روزنامہ الفضل آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ 18جون 1913ء کو شروع فرمایا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مورخہ 13دسمبر 2019ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ alfazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ یہاں ہماری آئی ٹی کی جو مرکزی ٹیم ہے انہوں نے اس کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آ رہی ہوں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔ یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر پر بھی موجود ہے اور اینڈرائڈ (Android) کا ایپ (app) بھی بن گیا ہے۔ یہ کیونکہ اب روزانہ شروع ہو گیا ہے تو سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اردو پڑھنے والے احباب کو استفادہ کرنا چاہئے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لیے اپنی قلمی معاونت کریں تا کہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ اس ویب سائٹ میں روزانہ کے شمارہ کی پی ڈی ایف کی شکل میں امیج فائل بھی موجود ہو گی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جا سکے گا جو پرنٹ کی شکل میں پڑھنا چاہیں وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بہرحال اس کا آج اِنْ شَآءَ اللّٰہُ آغاز ہو جائے گا۔ اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے وہ شائع کیا جائے گا اور تازہ خطبے کا خلاصہ بھی بیان ہو جائے گا۔ تو اِنْ شَآءَ اللّٰہُ جمعے کے بعد اس کا افتتاح ہو جائے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13دسمبر 2019ء)

اور اب اللہ کے فضل سے دو سال کے قلیل عرصہ میں (یہ دورانیہ قوموں کی زندگی میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا) اس اخبار نے دنیا بھر کے اردو میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ میں اپنی موجودگی کی اہمیت کا لوہا منوایا ہے۔ پاکستان کے ملاؤں اور شر پسند عناصر کو اس کی پاکستان میں 9ہزار کی تعداد میں اشاعت ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ اب اس تعداد سے تیس گنا سے زائد تعداد میں یہ پڑھا اور سراہا جاتا ہے، اس کے عقیدت مند اور قدر دان دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بعض جبری پابندیوں کے علاوہ اردو صحافت کے میدان کارزار میں مسلسل شائع ہونے والا برصغیر پاک و ہند اور اب دنیا کا سب سے پرانا روزنامہ اخبار ہے جو نہ صرف جاری و ساری ہے بلکہ لاکھوں نیک روحوں کو اعلیٰ روحانی زندگی فراہم کر رہا ہے۔

مکرم محمد عمر تیاپوری، کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے خاکسار کے نام ایک مکتوب میں لکھا۔ ’’مغربی دنیا میں اخبار الفضل کا ادبی معیار یقیناً قابلِ فخر ہے جو کبھی متحدہ ہندوستان کا خاصہ ہوا کرتا تھا۔ نیز لکھا کہ اس اخبار کے ذریعہ مغربی دنیا میں اردو زبان کے پھیلاؤ کے امکانات روشن ہوئے ہیں اور اس کی خوشبو سرحدوں کو مضبوط کر رہی ہے۔ ایک طرف احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت، دوسری طرف اردو زبان کی خدمت بہت خوبصورت سنگم ہے یہ صرف اور صرف الفضل آن لائن کا ہی کارنامہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد قریب کے دور میں جو اردو کے اخبارات برصغیر میں شائع ہوتے تھے وہ قریباً قریباً ماسوائے ایک آدھ کے (جیسے تہذیب الاخلاق گو ہفت روزہ رسالہ تھا مگر ماہوار کے طور پر اشاعت پاتا ہے) باقی سب بند اور معدوم ہو چکے ہیں۔ مگر روزنامہ الفضل، قادیان، لاہور اور ربوہ سے ہوتا ہوا اب لندن سے پوری آب و تاب کے ساتھ روزانہ آن لائن طلوع ہوتا اور اپنی کرنوں کی روشنی سے لاکھوں کو فیض یاب کرتا ہے۔ اور اب مخالفین کی زمینی حدود بست اور ان کی شرارتوں سے بہت دور محفوظ ہو کر آسمانی لامحدود وسعتوں میں داخل ہو چکا ہے۔ اور بقول مکرمہ امۃ الشافی رومی سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت تازہ دودھ بطور مائدہ روزانہ آسمان سے اُتر کر ہم پیاسی روحوں کو سیراب کرتا ہے۔ انتہائی محدود عرصہ میں یہ اتنا مقبول ہوا کہ

- **مکرم سلیم الحق ایڈووکیٹ نے لندن سے مجھے بتایا کہ الفضل ان دنوں Talk of the Town بن گیا ہے** بلکہ ایک دوست نے تاثر دیا کہ الفضل آن لائن کا گھر گھر چرچا ہے۔

ایسا کیوں نہ ہو؟ اس علمی اخبار اور روحانی نہر کی اہمیت و افادیت ازل سے مقدر تھی۔ بانی الفضل حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔

’’یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش۔ نہ وہ ممکن تھی نہ یہ۔ آخر دل کی بے تابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت ہوئی اور کامیابی کے سورج کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی۔‘‘

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

مندرجہ بالا ارشاد سے الفضل کا بلند مقام اظہر من الشمس ہے۔ یہ مدتوں سے ثریا میں تھا اور حضرت فضل عمرؓ کو ثریا سے لانے کا موجب ہوئے اور یوں لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْرِجَالٌ مِّنْ اَبْنَآءِ الْفَارِسِ کی پیشگوئی کا ان معنوں میں بھی مصداق ٹھہرے۔

- **پھر آپؓ نے اس کی اہمیت یوں بیان فرمائی۔**

’’سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات میں سے سب سے مقدم الفضل ہے۔‘‘

(الفضل 16نومبر 1960ء)

- **پھر فرمایا۔**

’’الفضل ہمارا مرکزی اخبار ہے۔‘‘

(مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ 701)

الفضل تریاق ہے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست تھے جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے لڑکے نے ایک دفعہ مجھے لکھا کہ میرے والد صاحب میرے نام الفضل جاری نہیں کرواتے۔ میں نے انہیں لکھا کہ آپ کیوں اس کے

نام الفضل جاری نہیں کراتے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب کے معاملہ میں اسے آزادی حاصل رہے اور وہ آزادانہ طور پر اس پر غور کر سکے۔ میں نے انہیں لکھا کہ الفضل پڑھنے سے تو آپ سمجھتے ہیں اس پر اثر پڑے گا اور مذہبی آزادی نہیں رہے گی۔ لیکن کیا اس کا بھی آپ نے کوئی انتظام کرلیا ہے کہ اس کے پروفیسر اس پر اثر نہ ڈالیں۔ اس کی کتابیں اس پر اثر نہ ڈالیں۔ اس کے دوست اس پر اثر نہ ڈالیں اور جب یہ سارے کے سارے اثر ڈال رہے ہیں تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے زہر تو کھانے دیں اور تریاق سے بچایا جائے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 329)

اخبار کا نام اور اجراء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اجازت اور دُعاؤں سے خود استخارہ کرتے ہوئے اس تاریخی اور انقلابی اخبار کو 18جون 1913ء بمطابق 12رجب 1331ھ بروز بدھ قادیان سے ہفت روزہ جاری فرمایا۔ یہ پہلا اخبار 26x20/4 کے 16صفحات پر مشتمل تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس اخبار کا نام ’’الفضل‘‘ رکھا جو آپؓ کو ایک رؤیا میں بتایا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ الفضل نام رکھو۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ **’’اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام ’’الفضل‘‘، فضل ہی ثابت ہوا۔‘‘**

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 371)

گویا کہ فضل عمر کے نام سے معنون کرتے ہوئے جماعت اور دنیا کے لئے یہ اخبار فضل ثابت ہوا ہے۔ اور یہ وہی فضل ہے جس کا ذکر پیشگوئی مصلح موعود میں ان الفاظ میں ملتا ہے۔

’’اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 101 ایڈیشن 1989ء)

الفضل کا ابتدائی سرمایہ

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ میرا الفضل نکالنے کا پہلے ارادہ تھا مگر سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے نہ نکال سکا اور پیغام صلح پہلے نکل گیا۔

ابتدائی سرمایہ جس نے الفضل کی بنیادوں میں کنکریٹ کی سی مضبوطی کا کام کیا کے بارہ میں خود حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔

1913ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ام ناصر صاحبہ نے ابتدائی سرمائے کے طور پر اپنا کچھ زیور پیش کیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریمؐ کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو (یہ بھی ایک عاجزی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی) جو اس زمانے میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔ (آپ نے) اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔ ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے (سونے کے) اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے (سونے کے) تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کیلئے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے اور اس سے پھر یہ اخبار الفضل جاری ہوا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’قارئین الفضل حضرت مصلح موعود کی اس پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے ہوئے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ الفضل کے اجراء میں گو بے شک شعور رکھتے ہوئے تو نہیں لیکن اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ نے بھی حصہ لیا اور یہ الفضل جو ہے، آج انٹرنیشنل الفضل کی صورت میں بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کی دعائیں ہمیشہ ہمیں پہنچتی رہیں۔‘‘

(الفضل 20 ستمبر 2011ء)

اغراض و مقاصد

• پھر ایک دفعہ آپؓ نے جماعت میں جاری اخبارات و رسائل جیسے بدر، الحکم اور ریویو کا ذکر کرنے کے بعد الفضل کے ذکر میں فرمایا۔

’’(ان حالات میں) اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ ان کی سستی کو جھاڑے۔ ان کی محبت کو اُبھارے۔ ان کی ہمتوں کو بلند کرے۔‘‘

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

• پھر بانی الفضل فرماتے ہیں۔

’’الفضل کا اجراء اس غرض سے بھی ہوا تھا کہ جب کوئی امر من الخوف والامن پیش آئے تو خلیفۃ المسیح کی زبان بن کر گائیڈ کرنے کے لئے ایک اخبار ضروری چاہئے۔‘‘

(الفضل 3 دسمبر 1913ء)

خلفاء الفضل کا مطالعہ کرتے ہیں

جماعت احمدیہ کی مبارک تاریخ بتاتی ہے کہ خلفائے عظام جماعتی آرگن الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے متعلق الفضل میں شائع ہوا کہ حضور (خلیفۃ المسیح الاوّل) اخبار الفضل کو بڑے شوق سے مطالعہ فرماتے ہیں۔

(الفضل 8/ اکتوبر 1913ء)

بانی الفضل حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل خود ہی ایڈیٹر تھے۔ اخبار کا تمام مواد آپ کی نظروں سے گزر کر اور ایڈٹ ہو کر منظر عام پر آتا تھا۔ اگرچہ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ اس کے ایڈیٹر تو نہ تھے لیکن آپ باقاعدگی سے اس کو زیر مطالعہ رکھتے تھے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

’’میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ الفضل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اسے خریدا جائے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس میں کئی باتیں نظر آجاتی ہیں آپ کا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی بات نظر نہ آتی ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کسی کے دل کی کھڑکی بند ہوجائے تو اس میں کوئی نور کی شعاع داخل نہیں ہوسکتی پس اصل وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اپنے دل کا سوراخ بند ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا۔

اس سستی اور غفلت کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری اخباری زندگی اتنی مضبوط نہیں جتنی کہ ہونی چاہئے حالانکہ یہ زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں اشاعت کے مراکز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط ہونا چاہئے۔

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 543)

• ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں روز کا الفضل پیش ہوتا ہے۔ حضور باوجود بہت زیادہ مصروفیات کے اس کا مطالعہ فرماتے اور رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ نیز ہر اخبار پر مطالعہ کے بعد Tick mark کا نشان لگا کر دستخط رقم ہوتے ہیں۔

گزشتہ دنوں جب ’’چھوٹی مگر سبق آموز بات‘‘ عنوان کے تحت درج ہوا کہ موٹاپے سے بچنے کے لئے ’’چ‘‘ سے تیار ہونے والی اشیاء جیسے چاول، چینی، چکنائی، چپاتی وغیرہ سے پرہیز کریں۔ یہ حصہ حضور کے سامنے سے گزرا تو خاکسار کے نام خط میں تحریر فرمایا کہ **’’پھر کیا کھائیں۔ اعتدال ضروری ہے۔‘‘**

پھر آپ نے 8 مئی 2009ء کے خطبہ جمعہ اور 19 جولائی 2009ء کے جلسہ سالانہ پر خطاب کرتے ہوئے دو مخلصین کے واقعات کا ذکر الفضل کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ: میں نے الفضل کا ایک مضمون پڑھا، یا میں الفضل میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8 مئی 2009ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

’’گزشتہ دنوں مَیں الفضل میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا۔ مالی قربانی پہ کسی لکھنے والے نے لکھا۔ ربوہ میں کسی احمدی کا واقعہ تھا کہ وہ صاحب گوشت کی دکان پر کھڑے گوشت خرید رہے تھے۔ وہاں سے سیکرٹری مال کا سائیکل پر گزر ہوا تو اس شخص کو دیکھ کر جو سودا خرید رہا تھا، سیکرٹری مال صاحب وہاں رک گئے اور صرف یاددہانی کے لئے بتایا کہ آپ کا فلاں چندہ بقایا ہے۔ تو اس شخص نے پوچھا کہ کتنا بقایا ہے؟ جب سیکرٹری مال نے بتایا تو وہ کافی رقم تھی۔ تو انہوں نے وہیں کھڑے کھڑے وہ سیکرٹری مال کو ادا کر دی اور رسید لے لی۔ اور قصائی سے جو گوشت خریدا تھا وہ اس کو واپس کر دیا کہ آج ہم گوشت نہیں کھا سکتے۔ سادہ کھانا کھائیں گے۔‘‘

(الفضل 23جون 2009ء)

احباب کو مطالعہ کی تلقین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بحیثیت قوم ترقی کرنے کے لئے الفضل کے مطالعہ کی طرف یوں توجہ دلائی۔

’’لوگ کہہ دیتے ہیں الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا ہونا چاہئے۔ میں بھی کہتا ہوں الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا ہونا چاہئے۔ وہ کہتے ہیں (بعض لوگ) کہ اگر الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا نہیں ہوگا تو اس کو لے کے پڑھنے کی کیا ضرورت۔ میں کہتا ہوں کہ اگر الفضل کا ایک مضمون بھی اعلیٰ پایہ کا ہے تو اسے لے کے اسے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ میں اس سے بھی آگے جاتا ہوں میں کہتا ہوں اگر الفضل میں ایک ایسا مضمون ہے جس میں ایک بات ایسی لکھی ہے جو آپ کو فائدہ پہنچانے والی ہے تو اس فائدہ کو ضائع نہ کریں آپ۔ اگر آپ نے بحیثیت قوم ترقی کرنی ہے۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ 27دسمبر 1979ء، الفضل 2فروری 1980ء)

شکر گزاری کے لئے الفضل پڑھیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 15/ اکتوبر 1971ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

’’بڑا افسوس ہے کہ جماعت میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو الفضل کو پڑھتے نہیں ایک نظر ڈالا کریں شاید اس میں دلچسپی کی کوئی چیز مل جائے

اور خصوصاً اللہ تعالیٰ کے جو فضل جماعت پر نازل ہو رہے ہیں ان کو پڑھا کریں، اس کے بغیر آپ شکر نہیں ادا کر سکتے کیونکہ جس شخص کو یہ احساس ہی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کتنی رحمتیں اور برکتیں اس پر نازل کر رہا ہے وہ اللہ کا شکر کیسے ادا کرے گا اور احساس کیسے پیدا ہو گا جب تک آپ اپنے علم کو up to date نہ کریں یعنی آج تک جو فضل نازل ہوئے ہیں اس کا پورا علم نہ ہو۔‘‘

(خطبات ناصر جلد3 صفحہ 463)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ، یو۔کے کی کلاس سے 17 مارچ 2007ء کو خطاب کرتے ہوئے دریافت فرمایا اور الفضل کے پہلے صفحے کے مطالعہ کی طرف یوں توجہ دلائی :۔

’’الفضل ربوہ آتا ہے ؟ ‘‘ اور تلقین فرمائی کہ الفضل کا پہلا صفحہ ملفوظات والا پڑھا کرو۔ اگر کوئی کتاب نہیں پڑھ رہے تو وہی پڑھو، رسالوں میں کوئی نہ کوئی اقتباس چھپا ہوتا ہے۔ اس میں سے پڑھا کرو۔ ابھی سے یادداشت میں فرق پڑ جائے گا اور عادت پڑ جائے گی‘‘۔

(الفضل 18/ جون 2008ء)

• نیشنل مجلس عاملہ فن لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ورچوئل ملاقات مورخہ 12نومبر 2021ء کے دوران ایک ممبر نے حضور سے سوال کیا کہ حضور لوگوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کا شوق کیسے پیدا کریں ؟

حضور انور نے فرمایا:۔ **الفضل میں جو اقتباسات آتے ہیں۔ روزنامہ الفضل اور انٹرنیشنل الفضل کے شروع ہی میں پہلے صفحہ پر جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات آتے ہیں وہی نکال کے ان کو دے دیا کریں۔ اس سے کم از کم کچھ نہ کچھ تو ان لوگوں کو پتہ چل جائے گا۔‘‘**

(روزنامہ الفضل آن لائن 14دسمبر 2021ء)

13دسمبر 2019ء کو الفضل کے اجراء کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

’’اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔‘‘

الفضل کے ذریعہ الہام

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کی تکمیل:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کئی طریق پر پورا ہوا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ روزنامہ الفضل آن لائن کو بھی اس کا ایک ذریعہ بننے کی توفیق ملی۔ دنیا کے مشہور کناروں جیسے تائیوان، کریباتی، ناروے، پرتگال وغیرہ میں ہمارے مبلغین کو جب اخبار الفضل ملتا ہے تو وہ کئی ذرائع سے اس الہام کی تکمیل کا موجب ہوتے ہیں۔ جیسے

1. الفضل کو دنیا کے کنارے پر بیٹھ کر اس سے خود مستفید ہوتے ہیں۔
2. ان علاقوں میں موجود دیگر اردو بولنے والے احمدی و غیر احمدی حضرات تک Share کرتے ہیں۔
3. الفضل کے بعض حصوں بالخصوص پہلے صفحہ کو بطور درس و تدریس وخطبات مساجد میں پڑھ کر سناتے ہیں۔
4. اور سب سے بڑھ کر یہ کہ روز کی بنیاد پر الفضل کے کسی حصہ کا لوکل زبان میں ترجمہ کر کے اپنی ویب سائٹ، فیس بک، انسٹا گرام ٹوئٹر پر لگاتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کا ایک اہم اور بڑا ذریعہ ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

الفضل کا نیا ہدف

الفضل کی تعداد میں اضافہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ’’اگر جماعت کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ فیصدی بھی اخبار کی اشاعت ہوتی تو 10ہزار اخبار (الفضل) چھپنا چاہئے تھا۔

(مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ 701)

گو کہ بسیار کوشش کے جماعت یہ ہدف پورا نہیں کر پائی۔ لیکن آن لائن اجراء پر نہ صرف یہ گول عبور ہوا بلکہ اس سے کہیں زیادہ الفضل دنیا بھر میں پڑھا جانے لگا۔ لاکھوں کی تعداد میں احمدی احباب و خواتین کے Cellphones میں روزانہ کا اخبار موجود ہوتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اوپر بیان فرمودہ فارمولہ کو آج دنیا بھر میں پھیلی جماعت کی کل تعداد کے اردو بولنے اور پڑھنے والوں کا احاطہ کریں تو اس تعداد کا پانچواں حصہ 7لاکھ کے لگ بھگ بنتا ہے۔جن تک الفضل پہنچنا ضروری ہے۔تب جا کر بانی الفضل حضرت مصلح موعودؓ کا ٹارگٹ حاصل ہوتا ہے۔ اگر دنیا بھر میں پھیلے لاکھوں الفضل سے دل و جان سے پیار و محبت کرنے والے قارئین اپنے تمام وسائل الفضل کی اشاعت کے لئے لگا دیں یعنی سوشل میڈیا کے تمام وسائل جیسے واٹس ایپ، فیس بک، انسٹا گرام، ٹوئٹر پر الفضل کو چسپاں کرنے کے علاوہ Status پر لگانے اور اپنے حلقہ احباب، عزیز و اقارب کو اس کے Links روزانہ کی بنیاد پر کثرت سے بھیجیں تو یہ ٹارگٹ کوئی مشکل نہیں۔ اس لئے مشکل نہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس جماعتی آرگن کے اجراء کے وقت یہ دعا کی تھی کہ

’’اے میرے مولا! اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔‘‘

(الفضل 18جون 1913ء)

شکر خداوندی

آج اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے الفضل کی تابناک تاریخ کے آن لائن کے دور میں حضرت مصلح موعودؓ کی اس بابرکت دعا کو پورا ہوتے کے دن ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ الفضل کے فیض کو لاکھوں تک پہنچا ہوا دیکھا۔ اے اللہ ! ہم گواہ ہیں کہ تو نے رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَاءِ الْفَارِسِ کے ایک بابرکت شخص کی دعاؤں کو سنتے ہوئے الفضل کی تعداد کو لاکھوں تک پہنچایا اور ہم یقین محکم رکھتے ہیں کہ آئندہ ہماری نسلوں میں یہ پیارا الفضل کروڑوں کو فیض پہنچا رہا ہو گا۔

یہاں وہ دُعا دینی مناسب معلوم ہوتی ہے جو سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (مصلح موعود) نے 18 جون 1913ء کو ہفتہ وار الفضل جاری فرماتے ہوئے کی۔

’’خدا کا نام اور اس کے فضلوں اور احسانوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے نصرت و توفیق چاہتے ہوئے میں الفضل جاری کرتا ہوں... میں بھی اپنے ایک مقتدر اور راہنما اپنے مولا کے پیارے بندے کی طرح اس بحر ناپیدا کنار میں الفضل کی کشتی کے چلانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور بصد عجز و انکسار یہ دعا کرتا ہوں کہ بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَ مُرۡسٰىہَا ۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اس کی برکت سے اس کا چلنا اور لنگر ڈالنا ہو۔ تحقیق میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے۔ اے میرے قادر مطلق خدا! اے میرے طاقتور بادشاہ! اے میرے رحمان، رحیم مالک! اے میرے رب! میرے مولا! میرے ہادی! میرے رازق! میرے حافظ! میرے ستار! میرے بخشنہار! ہاں اے میرے شہنشاہ جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں اور جس کے اذن کے بغیر ایک ذرہ اور ایک پتہ نہیں ہل سکتا جو سب نفعوں اور نقصانوں کا مالک ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب چھوٹوں اور بڑوں کی پیشانیاں ہیں۔ جو پیدا کرنے والا اور مارنے والا ہے۔ جو مار کر پھر جلائے گا اور ذرہ ذرہ کا حساب لے گا۔ جو ایک ذلیل بوند سے انسان کو پیدا کرتا ہے۔ جو ایک چھوٹے سے بیج سے بڑے بڑے درخت اگاتا ہے۔ ہاں اے میرے دلدار میرے محبوب خدا تو دلوں کا واقف ہے۔ اور میری نیتوں اور ارادوں کو جانتا ہے۔ میرے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے۔ میرے حقیقی مالک۔ میرے متولی تجھے علم ہے کہ محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے اور تیرے دین کی خدمت کے ارادہ سے یہ کام میں نے شروع کیا ہے۔ تیرے پاک رسول کے نام کے بلند کرنے اور تیرے مامور کی سچائیوں کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے یہ ہمت میں نے کی ہے۔ تو میرے ارادوں کا واقف ہے۔ میری پوشیدہ باتوں کا راز دار ہے۔ میں تجھی سے اور تیرے ہی پیارے چہرہ کا واسطہ دے کر نصرت و مدد کا امیدوار ہوں۔ تو جانتا ہے کہ میں کمزور ہوں میں ناتواں ہوں۔ میں ضعیف ہوں۔ میں بیمار ہوں۔ میں تو اپنے پہلے کاموں کا بوجھ بھی اٹھا نہیں سکتا۔ پھر یہ اور بوجھ اٹھانے کی طاقت مجھ میں کہاں سے آئے گی۔ میری کمر تو پہلے ہی خم ہے۔ یہ ذمہ داریاں مجھے اور بھی کبڑا کر دیں گی۔ ہاں تیری ہی نصرت ہے جو مجھے کامیاب کر سکتی ہے۔ صرف تیری ہی مدد سے میں اس کام سے عہدہ برآ ہو سکتا ہوں۔ تیرا ہی فضل ہے۔ جس کے ساتھ میں سرخرو ہو سکتا ہوں اور تیرے ہی رحم سے میں کامیابی کا منہ دیکھ سکتا ہوں۔ دین کی ترقی اور اس کی نصرت خود تیرا کام ہے اور تو ضرور اسے کر کے چھوڑے گا مگر ثواب کی لالچ اور تیری رضا کی طمع ہمیں اس کام میں حصہ لینے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ پس اے بادشاہ ہماری کمزوریوں پر نظر کر اور ہمارے دلوں سے زنگ دور کر اسلام کی ترقی کے دن پھر آئیں اور پھر یہ درخت بارآور ہو اور اس کے شیریں پھل ہم کھائیں اور تیرا نام دنیا میں بلند ہو تیری قدرت کا اظہار ہو۔ نور چمکے اور ظلمت دور ہو۔ ہم پیاسے ہیں اپنے فضل کی بارش ہم پر برسا اور ہمیں طاقت دے کہ تیرے سچے دین کی خدمت میں ہم اپنا جان و مال قربان کریں اور اپنے وقت اس کی اشاعت میں صرف کریں۔ تیری محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو اور تیرا عشق ہمارے ہر ذرہ میں سرایت کر جائے۔ ہماری آنکھیں تیرے ہی نور سے دیکھیں اور ہمارے دل تیری ہی یاد سے پُر ہوں اور ہماری زبانوں

بقیہ صفحہ 14 پر

فرحان احمد حمزہ قریشی۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت علّامہ حکیم مولانا عبید اللہ بسملؔ امرتسریؓ

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہؐ کے صحابہ کرام کا پاکیزہ نمونہ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجمعۃ میں دونوں جماعتوں کو یعنی آنحضرتؐ کے صحابہ کی جماعت کو اور اصحابِ احمد علیہ السلام کی جماعت کو یکساں قرار دیا ہے۔ کیونکہ در اصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرتؐ کے بُروزِ کامل ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’صحابہؓ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو جو پہلے گزر چکے بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے۔ وہ بھی صحابہؓ ہی میں داخل ہے جو احمدؐ کے بُروز کے ساتھ ہوں گے‘‘۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ431 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس جس طرح آنحضرتؐ کے صحابہ نے دینِ حق کی خاطر اپنی جانیں، اپنے اموال و اولاد اور اپنی ساری عزّتیں قربان کر دیں، اِسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے اس زمانے میں صدق و وفا کے اعلیٰ ترین نمونے قائم کئے۔ جو رہتی دنیا تک کے لئے قابلِ تقلید ہیں۔

اصحابِ احمدؑ کے مبارک زُمرہ میں ایک ایسی بزرگ ہستی جنہوں نے احمدیت قبول کر کے اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا حضرت علّامہ مولانا حکیم عبید اللہ صاحب بسملؔ امرتسری رضی اللہ عنہ ہیں۔ بیعت سے پہلے آپ علمائے اہلِ تشیّع میں بلند مقام رکھتے تھے لیکن حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آ کر آپ نے ان تمام عزّتوں کو پسِ پشت ڈال کر حضرت اقدس علیہ السلام کے سایۂ عاطفت میں راحت و آرام پایا۔ اور حقیقی رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھایا۔

ابتدائی حالات

آپؓ کی پیدائش 1852ء میں ہوئی۔ والد ماجد خواجہ مظہر جمال صاحب حضرت امام علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی کے مجازی خلیفہ تھے۔

(روزنامہ الفضل، مؤرخہ 18/ اپریل 2002ء، صفحہ 3۔ الحکم قادیان، مؤرخہ 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 7)

ابتدائی عمر میں آپؓ نے مولانا ابو محمد حسین شعری قادری سے فارسی تعلیم حاصل کی اور پھر عربی پڑھنے کے لئے آپ کو مولانا ابو عبد اللہ غلام علی قصوری ثم امرتسری اور اُن کے شاگردِ رشید مولانا احمد اللہ صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ مولانا احمد اللہ صاحب کی شاگردی میں آ کر آپ پر وہابیت کا رنگ چڑھنے لگا۔ چنانچہ اُس زمانہ کے بارہ میں آپؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ:۔

’’میرے والد بھی اگرچہ آزاد مشرب اور بدعات سے سخت متنفر تھے۔ مگر اس وقت کی توہّب کی مخالف رَو نے اُن کے دل میں یہ خیال پیدا کیا۔ کہ علمِ طب سے واقفیت حاصل کرائی جائے۔ چنانچہ حکیم مراد علی کے پاس تحصیل طب کے لئے جانے کی اجازت دی۔ اور خود حرمین شریفین کی زیارت کو چلے گئے۔ حکیم مراد علی چھپے ہوئے غالی شیعہ تھے۔ جو شخص اُن کے پاس اُٹھتا بیٹھتا۔ اُس پر کچھ اس طرح اپنے عقائد کا اظہار کیا کرتے تھے۔ کہ اس سادہ لوح پر شیعیت کا رنگ چڑھ جاتا تھا۔ مجھ نوجوان خلق متغیر کی سادہ طبیعت میں بھی آہستہ آہستہ شیعیت اثر کر گئی۔ جب میرے والد ایک سال مکّہ معظّمہ اور ایک سال مدینہ طیّبہ میں رہ کر واپس آئے۔ تو اُن کو ایک دوست نے اطلاع دی۔ کہ عبید اللہ توہّب کے گڑھے سے نکل کر شیعیت کے کنوئیں میں گر گیا ہے۔ والد صاحب نے مجھ کو حکیم صاحب کے پاس جانے سے روک دیا۔ اور بقیہ کتبِ طبّیہ کی تعلیم کے لئے حکیم حسام الدین صاحب خلف حکیم گل محمد صاحب کے پاس جانے کی اجازت دی۔ اُن کی خدمت میں حاضر ہونے سے معلوم ہوُا۔ کہ آپ مذہب تفضیل کا عقیدہ رکھنے والے معتزلی الاصول ہیں۔ اُن کی صحبت نے میرے سابقہ عقائد کو اور بھی پختہ کر دیا۔‘‘

(الحکم قادیان، مؤرخہ 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 7)

’’ارجح المطالب‘‘ کی تصنیف اور دیگر علمی کارنامے

جن دنوں براہینِ احمدیہ کی اشاعت ہوئی، آپ کو بھی نصف حصّہ دیکھنے کی توفیق ملی۔ مگر پھر رامپور کی طرف سفر اختیار کیا جہاں جنرل عظیم الدین خان مدار المہام نے آپ کو ریاست کے کتب خانہ کی رجسٹراری پر مامور کر دیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ:۔

’’بجائے اس کے کہ میں علوم و فنون میں ترقی کرتا۔ اور موقع کو غنیمت سمجھتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھنے لگ گیا۔ سات سال شب و روز کی عرق ریزی کے بعد ’’ارجح المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب‘‘ لکھ کر لاہور میں چھپوائی۔ گو چار پانچ ایڈیشن اس کے نکلے۔ مگر شیعہ سُنّی دونوں اس سے ناراض ہو گئے۔ شیعہ حضرات ابو بکرؓ کے فضائل دیکھ کر۔ اور اہلِ سنّت حضرت علی کی فضیلت کو اوّل نمبر پر دیکھ کر۔‘‘

(الحکم قادیان، مؤرخہ 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 7)

آپ کی یہ کتاب ’’ارجح المطالب‘‘ 1899ء میں پہلی بار طبع ہوئی اور نہایت مقبول ہوئی حتّٰی کہ آج تک برِصغیر کے شیعہ درس گاہوں میں پڑھائی جاتی ہے اور شائع کی جاتی ہے۔ یہ کتاب سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیرت و سوانح پر سند سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح آپ نے دیگر تصانیف بھی رقم فرمائیں جن میں ’’مسدس مد و جزر اسلام فارسی‘‘، ’’ترجمان پارسی‘‘ اور ’’مرآت الاسلام‘‘ نمایاں ہیں۔ چنانچہ آپ کی تصانیف کی مقبولیت کے متعلق آپ کے فرزند جمیل احمد صاحب تحریر کرتے ہیں:

’’ارجح المطالب کی نسبت تمام ہندوستان میں شہرت ہوگئی۔ کہ ایسی کتاب آج تک ہندوستان میں نہیں لکھی گئی۔ … شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی جیسے نقاد سے اور شمس العلماء مولوی الطاف حسین صاحب حالی جیسے وقت پسند مصنف سے اور مولوی ذکاء اللہ صاحب جیسے عالی دماغ پروفیسر سے اور سید امیر علی صاحب بیرسٹرایٹ لاء سے اور خان بہادر پیر زادہ محمد حسین خاں صاحب ایم اے ڈسٹرکٹ جج سے اور بیل صاحب بہادر ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب سے ریویو حاصل کر کے ٹیکسٹ بُک کمیٹی میں پیش کر کے تین سو روپیہ انعام حاصل کیا۔ اور مدارس پنجاب کے کورس سرمایہ خرد و پیرایہ خرد۔ گنجینہ خرد کے ابتدائی صفحات ترجمان پارسی کے انتخابات سے مزیّن ہوئے۔ اور تخمیناً دس سال تک زیرِ تعلیم رہے۔‘‘

(بحوالہ روزنامہ الفضل، 18/ اپریل 2002ء، صفحہ 3)

مولانا عبید اللہ بسمل

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے درس القرآن میں ایک دفعہ فرمایا:۔

’’حضرت علامہ عبید اللہ صاحب بسمل ایک چوٹی کے شیعہ عالم تھے۔ اتنے بزرگ اور اتنے علم میں گہرے اور متبحر کہ جب یہ احمدی ہو گئے تو اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہی نہیں بعد میں پارٹیشن تک، پارٹیشن کے بعد بھی ان کی بعض کتب ابھی تک تدریس کے طور پر شیعہ مدرسوں میں پڑھائی جا رہی ہیں کیونکہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ایک شیعہ دوست میرے پاس گفتگو کے لیے آئے جب میں وقفِ جدید میں ہوتا تھا تو گفتگو کے بعد انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا اور اللہ کے فضل سے احمدی ہو گئے۔ اس فیصلہ کے بعد انہوں نے بتایا کہ میں پہلے آپ کو بتایا نہیں کرتا تھا۔ (پہلے وہ ایک شیعہ عالم تھے، ان کا مجھے عہدہ یاد نہیں مگر وہ شیخوپورہ کے کسی گاؤں یا فیصل آباد کے کسی گاؤں، ان کے بازو کے علاقے کے تھے کہیں کے) انہوں نے بتایا کہ مَیں شیعوں میں یہ مرتبہ رکھتا ہوں، عالم ہوں۔ …اور شیعوں میں کافی مرتبہ رکھتا ہوں لیکن آج میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ ابھی تک عبید اللہ صاحب بسمل کی کتب ہمارے مدرسوں میں پڑھائی جا رہی ہیں۔ اتنا ان کا رعب ہے، ان کے علم کا اور ہمیں یہ لوگ بتاتے نہیں۔ …مجھے تو ویسے پتہ لگ گیا ہے اس عالم کے ذریعہ سے۔ لیکن یہ وہاں پڑھاتے ہوئے نہیں بتاتے کہ وہ کون تھا اور بعد میں، بسمل صاحب کے ساتھ کیا ہوا۔‘‘

(ماخوذ از درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرمودہ 16 فروری 1994ء۔ بحوالہ خطبہ جمعہ مؤرخہ 15/ جنوری 2021ء۔ الفضل انٹرنیشنل، 5/ فروری 2021ء، صفحہ 6)

بشپ لیفرائے کا لیکچر

’’ارجح المطالب‘‘ کے چھپنے کے کچھ عرصے بعد ہی احمدیت کی طرف آپ کا سفر شروع ہوُا۔ آپ کے بیٹے جمیل احمد صاحب رقمطراز ہیں کہ:۔

’’ابھی والد صاحب لاہور میں ہی مقیم تھے۔ کہ بشپ لیفرائے نے زندہ نبی کے عنوان اشتہار نکال کر اہلِ اسلام کے تمام فرقوں کو دعوت دی۔ جب بشپ نے دورانِ تقریر میں تمام انبیاء کو مردہ اور حضرت عیسیٰ کو زندہ ثابت کر کے جمیع انبیاء پر حضرت عیسیٰ کی افضلیت کا دعویٰ پیش کیا۔ تو سب … سن کر خاموش رہے۔ صرف ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب احمدی نے قرآن و حدیث اور انجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور رفع روحانی پر واضح دلیلیں بیان کرنی شروع کیں۔ دیوانہ را ہوائے بس است۔ والد صاحب کی تحقیق طلب طبیعت احمدیت کی طرف مائل ہو گئی۔‘‘

(روزنامہ الفضل، 18/ اپریل 2002ء، صفحہ 4)

بشپ لیفرائے کا پہلا لیکچر بعنوان ’’معصوم نبی‘‘ بتاریخ 18/ مئی 1900ء کو فورمین چیپل انارکلی لاہور میں ہوُا۔ بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مؤرخہ 25/ مئی 1900ء کو بشپ کے نام پہلا اشتہار تحریر فرمایا جس میں آپ نے اُسے چیلنج کیا کہ روئے زمین پر صرف اسلام زندہ

مذہب ہے اور آنحضرتؐ ہی زندہ رسول ہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخِ احمدیت، جلد 2، صفحہ 90 تا 96)

قبولِ احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیضیابی:

حضرت مولانا بسملؓ نے قادیان کا سفر کس طرح اختیار فرمایا، اُس کے متعلق آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ:۔

’’ارجح المطالب کا چھپنا تھا۔ کہ میرے ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب سِرُّالخلافہ آ گئی۔ اس کے مطالعہ نے میری آنکھیں کھول دیں۔ اُنہی دنوں مَیں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ ایک شخص سے فرما رہے ہیں۔ جاؤ حضرت مرزا صاحب کو کہہ دیں۔ میں یہاں آ گیا ہوں۔ دوسرے روز میں ہمراہ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ قادیان آیا۔ اور چہرہ اقدس دیکھتے ہی پروانہ وار قربان ہو گیا۔‘‘

(الحکم قادیان، مؤرخہ 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 7)

یہ سن 1900ء کی بات ہے جبکہ بشپ لیفرائے آف لاہور نے ’’معصوم نبی‘‘ کے عنوان پر لیکچر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے جواباً چیلنج کیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ قادیان پہلی بار آئے اور حضور سے مصافحہ اور دست بوسی کا شرف نصیب ہوُا تو دوپہر کا وقت تھا اور حضور مسجد مبارک میں تشریف فرما مہمانوں سے اُن کے احوال دریافت کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں دوپہر کے کھانے کا وقت ہوُا اور دسترخوان مسجد میں ہی بچھ گیا۔ ایک پیالی میں کریلے پکے ہوئے تھے اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمواجہ بیٹھ گئے۔ دورانِ طعام آپ نے حضور علیہ السلام سے بشپ لیفرائے کے لیکچر کے حوالے سے عصمتِ انبیاء کے متعلق سوالات کئے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلہ کو کچھ ایسی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا۔ کہ میں اس کا اعادہ نہیں کرسکتا‘‘ اور ’’میرا دل وجد کرنے لگ گیا‘‘۔

(الحکم قادیان، مؤرخہ 7/ مئی 1939ء صفحہ 3، کالم 2۔ نیز سیرت المہدی، روایت 631)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلماتِ طیبات سن کر

’’میرے قلب پر اس وقت رقت طاری ہو گئی۔ اور آنسو بہنے لگ گئے۔ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ کہ میں آج تک سخت بھُولا رہا۔ کاش جس وقت کہ براہینِ احمدیہ چھپ رہی تھی اسی وقت حضور کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتا۔ یَا لَیْتَنَا کُنَّا مَعَكَ فَنَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیمًا۔ اُس وقت میں بھی مخالفوں میں سے تھا۔ لیکن اب میں توبہ کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ۔ چونکہ میں نے کھڑے ہو کر یہ عرض کیا تھا۔ اس لئے حضورؑ نے آنکھ اُٹھا کر مجھے دیکھا۔ اس وقت میں نے حضورؑ کی چشم مبارک کو دیکھا۔ کہ نہایت روشن اور اجلیٰ تھیں۔

چشم بد دور۔ آنکھیں موتی چور

اس کے بعد میں نے پھر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں کو دیکھا۔ بس دو دفعہ ہی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں کی پُتلی دیکھی ہے۔ کیونکہ حضور کو نہایت غضِ بصر رہتا تھا۔ جس سے حضور علیہ السلام کی آنکھ کی پتلی کم دکھائی دیتی تھی۔ غالباً کشمیر سے ایک شخص آیا تھا۔ اور اُس نے کچھ پڑھا۔ جس پر حضورؑ نے آنکھ اُٹھا کر اُسے دیکھا۔‘‘

(الحکم قادیان، مؤرخہ 7/ مئی 1939ء صفحہ 3 تا 4)

حضورؑ کی خدمت میں قصیدہ پیش کرنے کی سعادت

حضرت مولانا بسمل رضی اللہ عنہ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں ایک قصیدہ کہا جسے آپ کو حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت بھی ملی۔ آپ پچھلی عبارت کے تسلسل میں فرماتے ہیں:۔

’’اسی شب کو یا اس کے بعد دوسری شب کو میں نے ایک قصیدہ پڑھا۔ جس کے دو اشعار یہ ہیں۔

؎ آدمِ ثانی، سمیٔ مصطفیٰ، عیسیٰ مسیح
یوسفِ مصر امامت مہدیٔ آخر زماں

یعنی آپ آدمِ ثانی، آنحضرتؐ کے ہمنام، عیسیٰ مسیح اور یوسفِ مصر (کی خصوصیات رکھنے والے) ہیں۔ مہدیٔ آخر زمان (کی یہ شان ہے)۔ ناقل

؎ ذاتِ اُو واللہ اعلم عالمے در عالمے
قدرِ اُو اللہ اکبر آسماں بر آسماں

یعنی اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے کہ آپؑ کی ذات عالم میں ایک عالم ہے۔ اور اللہ اکبر! آپ کی قدر و منزلت آسمان پر ایک آسمان ہے۔ ناقل

جب میں اس شعر پر پہنچا۔

؎ خاتَمِ ختمِ خلافت از برائت واگذاشت
کرد چوں ختمِ نبوت خاتمِ پیغمبراں

یعنی: آپ خلافت کے خاتم ہیں، آپ پر اُسی طرح خلافت ختم ہے جس طرح کہ حضرت خاتم الانبیاءؐ نے نبوت کو ختم کر دیا۔ ناقل

تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ پھر پڑھو۔ چنانچہ دو دفعہ حضور نے یہ شعر مجھ سے پڑھوایا۔ جب میں نے یہ شعر پڑھا۔

؎ آرے آرے حالِ من مانند بکعب ابن زہیرؓ
آنچہ باوے کرد پیغمبر بکن بامن ہماں

ہاں! ہاں! میرا حال کعب ابن زہیرؓ جیسا ہی ہے۔ جس طرح آنحضرتؐ نے اُس کے ساتھ سلوک کیا، آپ بھی مجھ سے ویسا ہی سلوک کریں۔ ناقل

تو اس وقت کسی صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ شاعر کہتے کہتے حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی نسبت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ سے جا ملائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کچھ نسبت ہوُا ہی کرتی ہے۔‘‘

(الحکم قادیان، مؤرخہ 7/ مئی 1939ء صفحہ 4)

قارئین کی خدمت میں عرض کر دوں کہ حضرت کعب بن زہیر بن ابی سُلمیٰ رضی اللہ عنہ ابتداء میں اسلام کے دشمن تھے اور آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ ان کے جرائم کی وجہ سے آنحضرتؐ نے ان کے قتل کا ارشاد فرمایا۔ جب انہیں یہ معلوم ہوُا تو حضرت رحمۃ للعالمینؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کیا اور رحم کی طلب کی۔ چنانچہ کعب بن زہیرؓ نے اس وقت آنحضرتؐ کی شان میں قصیدہ کہا جسے سن کر آنحضرتؐ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اپنی چادر عنایت فرمائی۔ اور معاف فرما دیا۔ یہ قصیدہ بُردہ کہلایا (بُردہ چادر کو کہتے ہیں) اور اپنے مطلع کی وجہ قصیدہ بَانَتْ سُعَاد کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ (لیکن اِسے امام بوصیریؒ کے قصیدہ بُردہ سے نہ ملایا جائے جس میں ’’مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً أَبَداً‘‘ کا مصرعہ آتا ہے۔)

پس حضرت مولانا بسملؓ کو ایک رنگ میں صحابیٔ رسولؐ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ سے مشابہت حاصل تھی جیسا کہ حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا مبارک ارشاد میں اشارہ ملتا ہے۔

یہ مکمل قصیدہ الحکم کے شمارہ مؤرخہ 24/ جنوری 1901ء کے صفحہ 11 تا 12 پر درج ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت

اپنی بیعت کے بارے میں آگے بیان کرتے ہیں:

’’جس دن میں نے یہ قصیدہ پڑھا۔ اس کی دوسری شب کو حضرت صاحب سے ایک مولوی عبد الرحیم صاحب تھے انہوں نے عرض کیا۔ کہ عبید اللہ کہتا ہے میری بیعت قبول فرمائی جائے۔ حضور اس وقت شہ نشین پر تشریف رکھتے تھے۔ حضرت صاحب نیچے تشریف لے آئے اور بیعت قبول فرمائی۔ توبہ و استغفار کے بعد جب حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ میں حتی المقدور دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا۔ تو میرا بدن لرز گیا۔ میں نے دل میں کہا یہ انوکھی بیعت ہے۔ اور بیعت ہے تو یہ ہے۔ کیونکہ میں اکثر جگہ بیعت کر چکا تھا۔ تو کسی بزرگ نے کہا کہو مَیں دل سے خاندان نقشبندیہ کی غلامی میں داخل ہو گیا ہوں۔ کسی نے کہا۔ میں خاندان عالیہ قادریہ کی غلامی میں داخل ہو گیا ہوں۔ کسی نے کہا۔ خاندان چشتیہ کی غلامی میں داخل ہو گیا ہوں۔ لیکن یہ جوأ میری گردن پر کسی نے نہیں رکھا تھا۔ میرے نفس نے کہا۔ اے بسمل! کیا تُو یہ بیعت اُٹھا سکتا ہے؟ دل نے کہا بہت مشکل ہے۔ لیکن اب ہاتھ کا کھینچنا باعثِ ندامت ہے۔ رَضِیْنَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ۔ اقرار کرو کہ ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔ بعد بیعت نمازِ عشاء تک میں خاموش بیٹھا رہا۔ اور دل میں اُدھیڑ بُن کرتا رہا۔ کہ کیا میں اس بوجھ کو اٹھا سکتا ہوں یا نہیں؟ اذان ہوئی اور نماز پڑھی گئی۔ نماز پڑھنے کے بعد میں نے جنابِ الٰہی میں دعا کی۔ کہ الٰہی مجھے توفیق عطا فرما۔ کہ اگر اَور کچھ نہیں تو میں اس سلسلہ پر ثابت قدم ہی رہوں۔‘‘

(الحکم قادیان، مؤرخہ 7/ مئی 1939ء صفحہ 4)

بیعت کی روایات کے متعلق ایک نوٹ

بیعت کے متعلق حضرت مولانا بسملؓ کی اپنی روایات میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جب آپ قادیان پہلی بار گئے تو اُنہی دنوں میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ بھی قادیان میں آئے ہوئے تھے۔ خاکسار کی رائے میں یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ:۔

حضرت صاحبزادہ صاحب پہلی بار 18/ نومبر 1902ء کو قادیان پہنچے (البدر، 28/ نومبر، 1902ء، صفحہ 35، کالم 2) جبکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا بسملؓ کی قادیان میں آمد بشپ لیفرائے کے لیکچر (مؤرخہ 24/ مئی 1900ء) کے کچھ عرصے بعد ہوئی ہے کیونکہ آپؓ نے حضور علیہ السلام سے اسی موضوع پر سوالات کئے۔ اور عصمتِ انبیاء کے موضوع پر حضورؑ کے جوابات نے آپ کے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔

آپؓ خود بیان کرتے ہیں کہ بیعت سے ایک یا دو راتیں قبل آپ نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں قصیدہ پڑھا۔ جسے حضورؑ نے سنا اور خوشنودگی کا اظہار فرمایا۔ یہ قصیدہ الحکم کے شمارہ مؤرخہ 24/ جنوری 1901ء کے صفحہ 11 تا 12 پر درج ہے۔ پس لازماً آپ نے اس تاریخ سے پہلے ہی بیعت کی۔

مؤرخ احمدیت حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہدؔ نے آپ کی بیعت کا سال 1900ء قرار دیا ہے۔

(دیکھئے تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 161)

ہاں یہ عین ممکن ہے، بلکہ ایسا ہی ہوا ہو گا، کہ آپ دوبارہ قادیان اُس وقت گئے ہوں جبکہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ بھی قادیان حاضر ہوئے۔ یعنی نومبر 1902ء میں۔

ایک اَور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ دسمبر 1900ء میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ نے اپنے شاگردِ رشید حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کو مع اپنے دیگر تلامذہ کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کا خط دے کر بھجوایا (تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 157)۔ ممکن ہے کہ حضرت مولانا بسملؔ بھی اُنہی دنوں میں قادیان پہلی بار آئے ہوں جبکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے یہ شاگرد آئے۔ اور چونکہ پہلے سفر میں حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کا ذکر ہوا ہو گا اور دوسرے میں ان سے ملاقات، اس وجہ سے دونوں واقعات ملا دیئے گئے ہوں۔

در اصل یہ روایات قریباً تیس پینتیس سال کے طویل زمانے کے بعد احاطۂ تحریر میں لائی گئیں اور اتنے عرصے کے بعد تاریخوں میں غلطی کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ نسیان بھی ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مَیں نے الحکم، البدر اور تاریخ احمدیت کے ریکارڈز کو غور سے دیکھا ہے اور ہر پہلو سے یہی درست معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ نے اواخر 1900ء میں بیعت کی، نہ کہ 1902ء میں۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں تناولِ طعام

اب ہم اصل مضمون کی طرف عود کرتے ہیں۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسملؔ کو کئی بار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں کھانا کھانے کی سعادت ملی۔ اور آپؓ کو حضور علیہ السلام کا تبرک حاصل کرنے کا از حد شوق تھا۔ چنانچہ آپ بیان کرتے ہیں:۔

"اکثر ایسا ہوتا کہ کھانا کھاتے وقت دیدہ و دانستہ میں حضرت اقدس کے بالمقابل بیٹھتا۔ اور کھانا کھانے کے وقت میں تبرک حاصل کرنے کے لئے جس رکابی میں میرے سامنے سالن ہوتا۔ میں اُس میں ہاتھ نہ ڈالتا اور یونہی روٹی کے خالی لقمے منہ میں ڈالتا رہتا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نصف کے قریب کھانا کھا لیتے۔ تو میں اپنے سالن کی کٹوری حضرت کے سامنے رکھ دیتا۔ اور حضرت کا اُلُش آپ کھا لیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو ایک دفعہ دیکھ کر میرے اٹھانے سے پیشتر ہی اپنی رکابی میرے آگے رکھ دیتے۔ اور میں اپنی رکابی حضرت صاحب کی طرف کر دیتا۔ تین چار دفعہ ایسا ہی ہوا۔ اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تبسم فرماتے۔"

(الحکم قادیان، 7/ مئی 1939ء، صفحہ 4)

حضرت اقدس علیہ السلام کی معیت میں سیر اور ایک اعزاز

حضرت مولانا بسملؓ کو بارہا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر پر جانے کا شرف نصیب ہوا۔ آپ بیان کرتے ہیں:۔

"حضرت صاحب کے ساتھ اکثر باہر سیر کو میں جایا کرتا تھا اور اکثر رفقاء ساتھ ہوتے تھے۔ ایک روز حضرت کے پاؤں میں ایک جوتی تھی۔ جس کی ایڑی بیٹھی ہوئی تھی۔ اور پنڈلی پر ٹخنے کے قریب دھجی لپٹی ہوئی تھی۔ در اصل کوئی پھنسی تھی۔ جس پر حضور نے پھاہا لگایا ہوا تھا۔ راستے میں اس کا بندھن کھل گیا۔ اور وہ لٹکتی اور زمین پر گھسٹتی ہوئی دُور تک چلی گئی۔ میں دیکھتا تھا۔ لیکن مجھ کو جرأت نہیں ہوتی تھی۔ کہ میں عرض کروں کہ پٹی کھل گئی ہے۔ حضور قیام فرمائیں تو مَیں باندھ دوں۔ لیکن جب دور تک یہی حالت رہی تو میرا دل بے تاب ہو گیا۔ مَیں نے جرأت کر کے عرض کیا۔ کہ حضرت کی پٹی کھل گئی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں باندھ دوں۔ اس وقت حضرت ایستادہ ہو گئے۔ جب میں نے پٹی کو ہاتھ لگایا تو وہ نہایت گرد آلود تھی۔ میں نے اس کو الگ کر دیا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا تو رومال نہیں تھا۔ میں نے سر کے عمامہ کے شملہ سے جھٹ دھجی پھاڑی۔ اور حضرت کے پائے مبارک کو باندھی۔ حضرت نے اس وقت دیکھ کر میرے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ لیکن زبان سے کچھ نہیں فرمایا۔ اور اسی طرح سے باتیں کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔"

(الحکم قادیان، 7/ مئی 1939ء، صفحہ 4)

"مثنوی لکھو۔ تمہارا یہی جہاد ہو گا"

آپؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"میں چند روز یہاں دار الاماں میں ٹھہرا۔ پھر رخصت طلب کی۔ ارشاد ہوا۔ مولوی عبید اللہ تمہاری طبیعت شاعری کی طرف مائل ہے۔ غزل گوئی اور قصیدہ گوئی چھوڑ دو۔ کوئی مثنوی لکھو۔ تمہارا یہی جہاد ہو گا۔ نبی کریمؐ کے عہد میں شعراء کا جہاد یہی ہوتا تھا۔ میں نے اس روز سے عشق و عاشقی کی غزلیں لکھنی چھوڑ دیں۔ اور بعد میں ارشاد کی تعمیل میں خاتم النبیین اور النص الصریح لکھیں۔"

(الحکم قادیان، 7/ مئی 1939ء، صفحہ 4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دبانے کی سعادت

حضرت مولاناؓ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں وہ لاہور میں رہائش پذیر تھے، ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام وہاں تشریف لائے۔ جب حضور کی قادیان واپسی کا وقت آیا تو:

"لاہور کے پلیٹ فارم پر ایک جگہ کرسی بچھا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ٹھہرایا گیا۔ کیونکہ ریل کے چلنے میں ابھی دیر تھی۔ اور ہجوم کثرت سے تھا۔ میں حضرت کی کرسی کے پاس بیٹھ کر حضرت کے پاؤں دبانے لگا۔ دوسری طرف ایک اَور شخص تھا۔ لیکن وہ اس زور سے دباتا تھا کہ مجھے حیرت ہوتی تھی۔ اور میں نہایت آہستگی کے ساتھ دباتا تھا۔ میں نے دو ایک دفعہ اس کو اشارہ بھی کیا کہ آہستگی سے دبا۔ مگر وہ اَور زور سے دبانے لگ گیا۔ وہ باوجودیکہ نہایت زور سے دباتا تھا۔ حضور کے چہرے پر ملال کے آثار پیدا نہیں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اس نے ایک دفعہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس زور سے دبایا۔ کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اتنے میں ریل آ گئی اور حضرت سوار ہو گئے۔ بعد میں وہ مجھ سے ذکر کرنے لگا۔ کہ میں نے زبردست سے زبردست انسان کو دبایا ہے اور وہ ضرور میرے دبانے سے کسمسایا ہے لیکن حضرت کو محسوس تک نہیں ہوا۔ میاں معراج الدین صاحب اس وقت پاس کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرتؐ نے ایک صحابی کی ران پر گھٹنا رکھ دیا تھا۔ تو وہ کہتا تھا کہ قریب ہے میری ران کا گوشت پس جائے۔ سو بھائی ان بزرگوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ کسی کی زور آزمائی ان کے جسم پر کام نہیں کرتی۔"

(الحکم قادیان، 7/ مئی 1939ء، صفحہ 4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات کے گواہ

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسملؔ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی نشانات کو پورا ہوتے دیکھا۔ آپ فرماتے تھے کہ "حضرت مسیح موعودؑ کے معجزات اس قدر ہیں۔ کہ اگر میں لکھوں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔" (الحکم، مؤرخہ 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 8) نیز "مسیح موعود کی صداقت کے نشانات مجھ سے پوچھو"۔ اور آپ ان نشانات کو اس قدر محبت اور عمدگی سے بیان کرتے کہ سننے والوں کو مزا آجاتا تھا۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان، جون 1918ء، صفحہ 25)

ذیل میں آپؓ کے ہی الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے بارے میں آپ کی چشمدید گواہیاں درج کی جاتی ہیں۔

اواخر 1902ء میں آپ کو قادیان جانے کی سعادت ملی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، یہ وہی ایام تھے جن میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ افغانستان سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان آئے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت صاحبزادہ صاحبؓ آپ کے دو دن بعد آئے۔

(دیکھئے الحکم، 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 7)

اس زمانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب قادیان پہنچے

"آ کر دیکھا۔ تو کسی قدر بہ نسبت سابق قادیان میں چہل پہل تھی۔ خربوزوں کے دن تھے۔ مسجد مبارک میں پہنچا۔ اس وقت چند متبرک نفوس خربوزے کھا رہے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی ایک آدھ خربوزہ کھایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برآمد ہونے کی نسبت پوچھا۔ لوگوں نے کہا ابھی کچھ دیر ہے۔ میں نے خیال کیا چلو حضرت مولانا نور الدینؓ صاحب کی زیارت کر آئیں۔ مولوی صاحب کے مطب میں پہنچا۔ مولوی صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے۔ محمد اعظم خوشنویس مجھ کو مل گیا۔ وہ اپنی بیٹھک پر لے گیا۔ تھوڑی دیر وہاں بیٹھا ہوں گا۔ کہ محمد اعظم نے کہا۔ اب حضرت صاحب کے برآمد ہونے کا وقت ہے۔ میں عجلت سے مسجد مبارک میں پہنچا۔ اتنے میں مولوی عبد الکریم صاحب تشریف لے آئے۔ اُن سے مصافحہ ہوا۔ ابھی اِدھر اُدھر کی گفتگو ہوئی تھی۔ کہ سیڑھیوں پر سے اوپر اُٹھتے ہوئے حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب شہید کی زیارت ہوئی۔ مولوی عبد الکریم صاحب ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کون ہیں؟ مولوی عبد اللطیف صاحب نے

فرمایا میں سیّد ہوں اور کابل سے آیا ہوں۔ ارادہ حج رکھتا ہوں حضرت مرزا صاحب سے کہہ دیں کہ میں آ گیا ہوں۔‘‘

(الحکم قادیان، مورخہ 7/ مئی 1939ء، صفحہ 3)

سیرت المہدی کی روایت میں آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کا چہرہ دیکھتے ہی آپ کو اپنی خواب یاد آ گئی جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے آپ کی ملاقات ہوئی (روایت 631)۔ پھر آپؓ آگے بیان کرتے ہیں کہ:۔

’’ایک روز اُن (حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ۔ ناقل) کی خدمت میں مہمان خانہ گیا۔ چند کتابیں وہاں دیکھ کر میں نے ایک کتاب اٹھائی۔ وہ درّثمین تھی۔ کھول کر پڑھنے لگا۔ ناگاہ اس شعر پر نظر پڑی

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

یعنی ’’میں ہر آن کربلا میں پھرتا ہوں۔ سوحسین میرے سینے میں ہیں۔‘‘ ناقل

دل میں خیال آیا۔ کہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ حضرت امام حسین جیسی شخصیت کا آدمی ہونا تو امر دشوار۔ کچھ دیر کے بعد میں وہاں سے اُٹھ کر چلا آیا۔ اور مسجد مبارک میں گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شخص سے باتیں کر رہے تھے۔ اثناء کلام میں فرمانے لگے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ یہ فقرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبانِ حقائق ترجمان پر جاری ہی تھا۔ کہ سیّد صاحب مسجد کے دروازہ سے مع رفقاء داخل ہو گئے۔ اور سلام کہہ کر میرے پہلو میں بیٹھ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چند لحظوں کے بعد اُٹھ کر حرم سرا میں تشریف لے گئے۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے سیّد صاحب سے پوچھا۔ آپ حسنی سیّد ہیں یا حسینی؟ سیّد صاحب کہنے لگے۔ ہمارا خاندان حسینی ہے۔ اتنے میں نمازِ ظہر کی اذان ہو گئی۔ جب سیّد صاحب کابل واپس جا کر شہید ہو گئے۔ تو یہ تمام واقعات یعنی جناب امام حسین کا میرے خواب میں آنا اور فرمانا کہ مرزا صاحب سے کہہ دو میں آ گیا ہوں۔ اور سیّد صاحب کی نشست گاہ میں میرا کتاب دُرّثمین کو دیکھنا۔ اور خاص ’’کربلااست سیر ہر آنم‘‘ کے شعر پر مجھ کو جناب امام حسین کی شخصیت کا خیال آ کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں جانا اور حضرت کا ایک شخص سے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کہنا اور اس کے معاً بعد سیّد صاحب کا نمودار ہو جانا۔ اور شکل و شباہت کابل جانا۔ اور پھر مولوی عبد الکریم صاحب کا سیّد صاحب سے حسب نسب کا سوال کرنا میرے آئینہ خیال میں پرتو افگن ہوئے۔ اور مَیں وجد میں آ کر ’’کربلائے است سیر ہر آنم‘‘ کا تکرار کرنے لگ گیا۔‘‘

(الحکم قادیان، مورخہ 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 7)

’’دورِ خسروی‘‘ کی پیشگوئی

مؤرخہ 11/ مارچ 1906ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ شعر الہام ہوا:

چو دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

یعنی جب مسیح السلطان کا دَور شروع کیا گیا تو مسلمان کو جو صرف رسمی مسلمان تھے نئے سرے سے مسلمان بنانے لگے۔ (تذکرہ، طبع، صفحہ 514۔ بحوالہ درّثمین فارسی مترجم، جلد اول، صفحہ 8، مطبوعہ 2018ء) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسملؔ اُن ایّام میں قادیان گئے ہوئے تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے قبل از نماز ظہر محل سرا سے برآمد ہو کر مولوی عبد الکریم صاحب کو طلب فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ آج یہ شعر الہام ہوا ہے

چو دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

میں نے عرض کیا۔ کہ عنوان تو ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ جس طرح مسیحؑ کے بعد قسطنطین اعظم سے دورِخسروی شروع ہوا تھا۔ اُسی طرح ہماری جماعت میں بھی کہیں سو برس کے بعد دورِ خسروی شروع ہو گا۔ فرمایا نہیں جلد شروع ہو گا۔ پھر میں نے عرض کیا ’’مسلماں را مسلماں باز کردند‘‘ کے معنی اس کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں۔ کہ غیر احمدی مسلمانوں کو احمدی مسلمان کیا جائے گا۔ فرمانے لگے نہیں اس کے سوا اور بھی معنی ہیں۔ تم خود دیکھ لو گے۔ جب ملکانہ میں مرتدین کو از سر نو مسلمان کیا گیا۔ تو مجھ پر ’’مسلماں را مسلماں باز کردند‘‘ کے معنی حل ہو گئے۔ اور رامپور سے دوبارہ آنے پر جب دفاتر کا انتظام دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ دورِ خسروی کا بھی آغاز ہو گیا ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔‘‘

(الحکم، مورخہ 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 7)

اِسی واقعہ کا ذکر ’’سیرت المہدی‘‘ کی روایت نمبر 631 میں بھی کیا گیا ہے۔

بیماری سے شفایابی کے نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا اور توجہ سے ایک تکلیف سے شفایابی پانے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

’’مجھے برف کے پانی پینے سے بائیں بازو اور ران میں سخت درد ہو گیا۔ اور ساتھ ہی میرا بایاں ہاتھ شدّت کے ساتھ درد کرنے لگا۔ اور اس میں ایسی سردی آ گئی۔ کہ گویا یخ کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو شخص ہاتھ لگاتا۔ سخت سردی محسوس کرتا تھا۔ میں نے حضرت اقدسؑ سے عرض کیا۔ کہ مجھ کو خَدَر ہو گیا ہے۔ فالج ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت ایک شخص سے باتیں کر رہے تھے۔ مجھ کو فرمانے لگے۔ آرام ہو جائے گا۔ میں زیادہ اپنا حال بیان نہ کر سکا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ دیکھا کہ میرے قلب میں ایک گونہ فرحت پیدا ہو گئی ہے۔ قیلولہ کرنے کی مجھ کو عادت تھی۔ اُسی روز جبکہ قیلولہ کر کے اٹھا۔ تو دیکھا۔ نہ سردی ہے۔ نہ درد ہے نہ خَدَر ہے نہ سستی۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک‘‘

(الحکم، مورخہ 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 8)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا ایک اَور نشان آپ بیان کرتے ہیں جس میں پیشگوئی کا بھی ایک پہلو ہے:۔

’’قادیان میں ایک دفعہ میرا لڑکا جس کا نام عنایت اللہ تھا۔ بیمار ہو گیا۔ وہ دن وبائے طاعون کے تھے۔ اور ابھی حضرت اقدس کے گھر لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی۔ امتناع حکم صادر نہیں ہوا تھا۔ میری بیوی روتی ہوئی حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچی اور نہایت عاجزی سے عرض کرنے لگی۔ حضور دعا فرمائیں کہ میرا لڑکا ہلاکت سے بچ جائے۔ حضرت اس کی گریہ و زاری دیکھ کر بیٹھ گئے اور دعا فرمانے لگے۔ بعد دعا کے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھ سے دعا نہ کراتی تو اچھا تھا۔ میری بیوی نے کہا حضرت کیا ہلاک ہو جائے گا؟ فرمایا نہیں ہلاکت سے تو بچ جائے گا۔ اُس نے مجھے آ کر کہا کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ۔ دعا نہ کراتی تو بہتر تھا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ حضرت صاحب نے یہ کیوں فرمایا ہے۔ مگر ہے خطرناک۔ بعد مدّت مدید کے جب حضرت کا انتقال ہو گیا۔ اور حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی انتقال فرما چکے۔ اور وہ بیوی بھی مر گئی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں وہ میرا منجھلا لڑکا نہایت بدمعاش نکلا۔ اُس نے قادیان میں بھی سخت شرارت کی۔ جس کی وجہ سے اُس کو جماعت سے نکالنے کا حکم ہوا۔ پھر وہ پیغامی ہو گیا۔ اور بعد میں عیسائی ہو گیا۔ جب میں اس کی شرارتیں دیکھتا۔ تو میرے منہ سے بارہا نکلتا۔ کہ یہ اُسی وقت ہلاک ہو جاتا تو بہتر تھا۔‘‘

(الحکم، 7/ مئی 1939ء، صفحہ 5، 7)

دینی خدمات

بیعت کرنے کے بعد آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قلمی اور علمی جہاد کرنے کی خوب توفیق ملتی رہی۔ مثال کے طور پر چند خدمات درج ذیل ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر آپ نے ’’تذکرۃ الشہادتین‘‘ کا فارسی ترجمہ کیا۔

(روزنامہ الفضل، 18/ اپریل 2002ء، صفحہ 3)

آپ کو ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کا فارسی ترجمہ کرنے کی بھی سعادت ملی۔ جس کی کاپیاں ایران بھیجی گئیں۔

(روزنامہ الفضل، 18/ اپریل 2002ء، صفحہ 4)

آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان پر مثنویاں تحریر کیں۔ مثلاً ’’خاتم النبیین‘‘ اور ’’النص الصریح‘‘

(الحکم قادیان، 7/ مئی 1939ء، صفحہ 4)

آپ نے تبلیغی کتب تحریر کیں جن میں ’’حق الیقین فی معنی خاتم النبیین‘‘ نمایاں ہے جس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’آج تک ہمارے سلسلہ میں کسی نے ایسی کتاب نہیں لکھی‘‘۔

(الحکم، 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 8۔ نیز رسالہ تشحیذ الاذہان، جون 1918ء، صفحہ 25)

آپ کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں فارسی کے مدرّس کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

(الحکم، 7/ مئی 1939ء، صفحہ 5۔ نیز سیرت المہدی، روایت 631)

’’فردوسیٔ ثانی‘‘ کا خطاب

آپؓ فارسی کے چوٹی کے شاعر تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی ایک نظم سن کر فرمایا ’’ان کا کلام تو فردوسی کے کلام کا نمونہ ہے۔‘‘ لہٰذا اس پر آپؓ خود کہتے ہیں:۔

از مسیح اللہ گشتم فیضیاب
یافتم فردوسیٔ ثانی خطاب

کہ میں اللہ کے مسیح سے فیضیاب ہوا ہوں اور میں نے آپؑ سے فردوسیٔ ثانی کا خطاب پایا ہے۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان، جون 1918ء، صفحہ 26)

قارئین کی خدمت میں عرض کرتا چلوں کہ حکیم ابو القاسم فردوسی (وفات 1020ء/410ھ) فارسی کے بلند پایہ شاعر تھے جنہوں نے ’’شاہنامہ‘‘ کے نام سے ایران کی تہذیبی، تمدّنی اور ثقافتی تاریخ کو منظوم کلام میں قلمبند کیا۔ اس ادبی شاہکار میں دلچسپ انداز میں ایرانی سلطنت کی داستانیں بیان کی گئی ہیں۔ فردوسی فارسی ادب کی کائنات میں خاص

اور منفرد مقام رکھتے ہیں۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت عبید اللہ صاحب بسملؔ کو فردوسی کا خطاب دینا آپؑ کے قادر الکلام شاعر ہونے پر ایک زبردست دلیل اور خراجِ تحسین ہے۔

مؤرخ احمدیت حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہدؔ اپنے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مولانا بسملؔ:

’’...بیسویں صدی کی ایک ممتاز علمی شخصیت تھے جنہیں اپنے بلند پایہ فارسی کلام کے زاویہ نگاہ سے ’’فردوسئ ہند‘‘ قرار دیا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ جناب خواجہ عبد الرشید نے ’’تذکرہ شعرائے پنجاب‘‘ میں ممتاز احمدی شعراء مثلاً حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کپورتھلوی، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے علاوہ آپ کا بھی خصوصی تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ ملک الشعرائے ایران سنجرؔ نے حضرت بسملؔ سے ملاقات کی اور ان کے اشعار کا مطالعہ کرنے کے بعد اعتراف کیا ’’واللہ من بہتر ازیں نے توانم گفت‘‘۔ خدا کی قسم میں اس سے بہتر نہیں کہہ سکتا۔

حضرت مولانا بسملؔ گلستانِ احمدیت کے عندلیبِ خوش نوا اور علمی اور روحانی دونوں اعتبار سے ایک نہایت عالی پایہ بزرگ ہستی تھے وہ روشنی کا ایک مینار تھے جس کی تجلیات نے علم و ادب کی دنیا کو عرصہ تک رشکِ قمر بنائے رکھا۔ برّ صغیر میں آپ کی جلیل القدر علمی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔جنہیں ہمیشہ سنہری حروف سے رقم کیا جائے گا۔‘‘

(روزنامہ الفضل، 18/ اپریل 2002ء، صفحہ 3)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ آپ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپؓ ’’فارسی اور تاریخ کے نہایت کامل استاد تھے۔ حتّٰی کہ میں نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل سے سُنا ہے کہ ان کے متعلق ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے تھے کہ مولوی صاحب فارسی کے اتنے بڑے عالم ہیں کہ مجھے رشک ہوتا ہے کہ کاش مجھے یہ علم عربی میں حاصل ہوتا۔...اُردو میں بھی نہایت ماہر تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے آمین‘‘

(سیرت المہدی، روایت نمبر 631)

اخلاقِ فاضلہ

رسالہ تشحیذ الاذہان کے جون 1918ء کے شمارہ میں نہایت خوبصورت پیرائے میں چند کبار صحابہ مسیح موعودؑ رضی اللہ عنہم کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسملؔ کے اخلاقِ فاضلہ پر ایک طائرانہ نظر سپرد قلم کرتے ہوئے راقم لکھتے ہیں:

’’میرے ساتھ آؤ۔تمہیں قادیان کے چھوٹے سے قصبہ کی تنگ اور پیچیدہ گلیوں کی سیر کراؤں۔مسجد اقصیٰ سے جنوب کی طرف برہمنوں کے مکانات کے پچھواڑے ایک گوشہ میں ایک مکان واقع ہے۔ اس کی زیبائش کی طرف دھیان کرو۔ ٹوٹی ہوئی چٹائیاں بچھی ہیں۔ ایک چٹائی پر ایک بوسیدہ سا کپڑا بچھا ہے۔عربی زبان کے مختلف علوم وفنون کی چوٹی کی کتابیں بے ترتیب اوپر تلے گڈمڈ ہوئی پڑی ہیں۔ کچھ دوائیوں کی شیشیاں اسی فرش پر اور الماری میں رکھی ہیں۔ ایک نورانی بزرگ سر جھکائے قلم ہاتھ میں کاغذ زانوؤں پر دوات دائیں طرف رکھے ہوئے استغراق کے عالم میں بیٹھا ہے۔ اس کے قلم کو دیکھو کاغذ پر کیا کیا صوری اور معنوی گلکاریاں کر رہا ہے۔لکھتا ہے۔ اور لکھتے لکھتے رک کر قلم کے آخری حصہ کو ہونٹوں سے دباتا ہے۔ کبھی کان پر رکھ لیتا ہے۔ اور کتابوں میں سے کوئی ایک کتاب اُٹھا کر ورق گردانی کرتا ہے۔ ایک مقام پر ٹھہر جاتا ہے۔ اور چہرے پر کامیابی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر قلم کو سنبھال کر لکھنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جب کوئی بیمار یا کوئی اَور شخص اس کے پاس آتا ہے۔ اپنا مشغلہ تحریر چھوڑ کر بیمار کو نسخہ یا دوا دیتا ہے۔ اور دوسرے ملاقاتی سے اخلاق و محبت سے ایسی باتیں کرتا ہے۔ کہ اس کو اپنا بنا لیتا ہے۔ اس کی باتوں میں ایسا کیف اور ایسا سرور ہے۔ کہ سننے والا ہمہ تن گوش ہو کر محو ہو جاتا ہے۔ وہ ہر ایک شخص سے خواہ کیسا ہی (ادنیٰ درجہ کا) کیوں نہ ہو اس گرم جوشی اور لطف و مدارات سے ملتا ہے کہ ملنے والے کو اپنی نسبت کچھ غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ کہ شاید مجھ میں بھی کوئی کمال ہے۔ جو یہ شخص اس احترام کے ساتھ ملتا ہے۔ لیکن اس کی غلط فہمی کسی دوسرے سے مل کر فوراً رفع ہو جاتی ہے۔ اور اُسے فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ وسعتِ اخلاق اور لطف و مدارات اسی شخص سے مخصوص ہے۔تم سمجھے؟ کہ یہ کنج تنہائی میں رہنے والا مسیح موعود کا پروانہ کون ہے۔ اس کا نام (مولانا) عبید اللہ بسملؔ امرتسری ہے۔‘‘

(رسالہ تشحیذ الاذہان، جون 1918ء، صفحہ 23 تا 26)

صبر علی مصائب اور تائید حق کا نشان

قبولِ احمدیت کے بعد آپ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن باوجود سخت مصائب کے آپ نہ صرف ثابت قدم رہے بلکہ یہ مخالفتیں آپ کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کے سامنے اپنی تائید و نصرت کا ایک عبرتناک نشان ظاہر فرمایا۔

چنانچہ تشحیذ الاذہان کے مذکورہ بالا مضمون میں بیان کیا گیا ہے کہ:

’’قادیان آنے سے پہلے اس کا ایک شہر میں قیام ہے۔ مخالفت کی یہ کیفیت ہے کہ حاکم تک کا دل صاف نہیں۔ ادنیٰ و اعلیٰ سب نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ ملنے والوں اور ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ دوستوں نے آنکھیں پھیر لیں۔غریب الوطنی کا عالم ہے۔ کوئی یار ہے نہ کوئی غمگسار۔ در و دیوار تک مخالفت پر آمادہ ہیں۔ فقط خدا پر توکل اور خدا کے مسیح کا عشق دل میں ہے۔ بازاروں سے گزرتا ہو۔ کوئی کچھ کہتا ہے۔ کوئی کچھ جتنے منہ اتنی باتیں۔ بچہ بچہ کی زبان پر ’’قادیانی کتّا‘‘ ہے۔ مگر یہ خدا کا مخلص بندہ اس لفظ سے اظہار ملال کیا فخر کرتا ہے۔ کہ الحمدللہ مسیح موعود سے کچھ تو تعلق ہے۔ آوازوں سے گزر کر بعض جگہ اینٹ پتھر تک نوبت پہنچتی ہے۔ آخر وہ دن آتا ہے کہ مصائب انتہا کو پہنچے۔ دنیاوی حکومت پر غرور کرنے والے کے اشاروں پر ایک افسررات کے وقت آ کر گھر کو گھیر لیتا ہے۔ جو وہ کر سکتا ہے کرتا ہے۔ اور اترا کر اس مردِ جری کو کہتا ہے۔ جاؤ اپنی مدد پر کسی کو بلا لو وہ تمہیں میرے چنگل سے چھڑا لے۔ اس نے کہا ’’اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ میری نظر انسانوں پر نہیں۔ میرا بھروسہ اس پر ہے۔ جو تمہارے ظلم اور میری مظلومیت کو جانتا ہے۔تم دیکھو گے کہ وہ میری کیسی مدد کرتا ہے۔‘‘ زمین باوجود فراخ ہونے کے اس پر تنگ کر دی گئی۔ اس لئے اس نے اس شہر کو چھوڑ دیا۔ وہ جس نے اسے کہا تھا کہ اپنی مدد پر کسی کو بلا لو۔موردِ عتاب ہوا۔موت کا شکار ہوا۔ اس کی اولاد بُرے حالوں سے زندگی کے دن بسر کر رہی ہے۔سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مدینۃ المسیح میں آ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے

شکر للہ کہ دادہ اند مرا
جا بزیر منارۂ بیضا‘‘

(رسالہ تشحیذ الاذہان، جون 1918ء، صفحہ 23 تا 24)

یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے منارۃ بیضا یعنی منارۃ المسیح کے سائے میں جگہ عطا فرمائی ہے۔

آپ کی فراست

آنحضرتؐ کی حدیث شریف ہے کہ ’’اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ‘‘۔یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے (جامع الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ)۔ آپ کی فراست کے بارے میں ایک واقعہ یوں ملتا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں:۔

’’میں ایک شب رامپور میں جناب مولوی خان ذوالفقار علی خان صاحب کے مکان پر بیٹھا ہوا تھا۔حضرت اقدسؑ اُن دنوں لاہور میں تشریف فرما تھے۔حضرت کی ڈائری اخبار میں چھپتی تھی۔ جناب خان صاحب کا منشی مجھ کو اور خان صاحب کو ایک روز وہ ڈائری سنا رہا تھا۔ کہ یکا یک اُس نے پڑھا۔ چند گریجوایٹ حضرت صاحب سے ملنے آئے۔ گفتگو کے سلسلہ میں حضرت صاحب نے فرمایا۔ ہمارا کام سمجھانا تھا۔سوسمجھا چکے اب لوگ مانیں یا نہ مانیں۔ یہ فقرہ سن کر میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور زبان سے نکلا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ خان صاحب نے پوچھا خیر ہے۔ میں نے کہا۔کیا خیر ہے نبی کے منہ سے جب خدا ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے۔ تو نبی امّت سے بہت جلد رخصت ہو جاتا ہے۔ خان صاحب کہنے لگے۔ یہ تمہارا وہم ہے۔ میں نے زیادہ بحث مناسب نہ سمجھی۔ ساتویں روز تار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رخصت کی خبر دی۔ مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ یعنی تیرے بعد جو چاہے مرے، مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔ ناقل‘‘

(الحکم، 7/ نومبر 1938ء، صفحہ 8)

وفات

آپ کی وفات 29/ ستمبر 1939ء کو قریباً 87 سال کی عمر میں ہوئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت حکیم مولانا عبید اللہ صاحب بسملؔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ اور جماعتِ احمدیہ میں ہمیشہ ایسے عالم باعمل بزرگ پیدا ہوتے چلے جائیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق علم اور معرفت میں کمال حاصل کرنے والے ہوں اور اپنی سچائی کے نور سے دنیا کو منوّر کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

گرچہ جنس نکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے با ایں صفا دُرِّ یتیم

یعنی: اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت لاتا رہتا ہے مگر ایسا شفّاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے

اے خدا بر تربتِ اُو بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

یعنی: اے خدا اُس کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما۔ اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اُسے جنت میں داخل کردے

(درّثمین فارسی مترجم، جلد دوم، صفحہ 510اور 512، مطبوعہ 2018ء)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ یکم جنوری 2022ء بروز ہفتہ 12بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر آ کر درج ذیل نماز جنازہ پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

1. کرم چوہدری عبد الحفیظ ریحان صاحب ابن مکرم عبد العزیز صاحب (برمنگھم)

28 دسمبر 2021ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے ۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت احمد دین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ 1962 میں یو کے آئے۔آپ برمنگھم جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔آپ نے بطور صدر جماعت برمنگھم خدمت کی توفیق پائی۔برمنگھم میں پہلا مشن ہاؤس بھی آپ کے دورصدارت میں ہی خریدا گیا۔مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔بہت دیندار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، سب سے انتہائی پیار و محبت سے پیش آنے والے،خوش گفتار اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک اور مخلص بزرگ تھے۔مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ مرحوم مکرم عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) کے رشتہ میں ماموں لگتے تھے۔

2. مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا محمد انور صاحب مرحوم (آلڈرشاٹ۔یوکے)

28 دسمبر 2021ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔جماعتی خدمات کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی تھیں اور چندہ جات اور دیگر مالی قربانی میں بھی فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں۔مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔پسماندگان میں 2 بیٹے اور 3بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحومہ مکرم محمد عیسیٰ صاحب مرحوم مربی سلسلہ (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے) کی نسبتی بہن، مکرمہ فرزانہ لقمان صاحبہ اہلیہ مکرم محمد لقمان چوہدری صاحب (زعیم انصار اللہ آلڈرشاٹ) کی والدہ اور مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب (مربی سلسلہ تنزانیہ) کی بہن تھیں۔

نماز جنازہ غائب

1. مکرم چوہدری نسیم احمد صاحب

14 نومبر 2021 کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔مرحوم پیشے کے لحاظ سے ایک بزنس مین اور زمیندار تھے۔ریڈیو پاکستان پر لمبا عرصہ تک زمینداروں کے بارہ میں پنجابی زراعتی پروگراموں کی میزبانی کرتے رہے۔جماعتی کاموں میں ہمیشہ صف اول میں رہتے تھے۔لاہور کی جماعت محمد نگر میں صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔مالی قربانی میں دل کھول کر حصہ لیتے تھے۔خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک فطرت انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔آپ مکرم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت یوکے) کے سمدھی اور مکرم مظفر اللہ چوہدری صاحب (ممبر امور خارجہ ٹیم۔یوکے) کے بڑے بھائی تھے۔

2. مکرم لئیق احمد صاحب ابن مکرم رفیق احمد صاحب امروہی (امروہہ، صوبہ یوپی۔انڈیا)

گزشتہ دنوں 35 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔مرحوم تہجد گزار، پنجگانہ نمازوں کے پابند، غریب پرور، رشتہ داروں اور ہمسایوں کا خیال رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔چندوں میں بڑے باقاعدہ تھے۔ جماعت امروہہ میں کافی عرصہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔تبلیغ کا بہت شوق تھا۔دہلی میں قیام کے دوران غیر احمدیوں میں رہ کر کھلے عام تبلیغ کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں بوڑھے والدین کے علاوہ اہلیہ، دوسال کا بیٹا، چار بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔

3. مکرم اللہ بخش صاحب

16 دسمبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔مرحوم نے دار الضیافت ربوہ اور نظارت بیت المال آمد میں خدمت کی توفیق پائی۔پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔

4. مکرم ندیم احمد ملک صاحب ابن مکرم شریف احمد ملک صاحب (ہمبرگ۔جرمنی)

26 اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔مرحوم نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے تعزیت قبول فرمائیں۔

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یو کے
2022ء

جامعہ احمدیہ یو کے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان و انٹرویو) 4 اور 5 جولائی 2022ء کو ان شاء اللہ جامعہ احمدیہ یو کے میں ہو گا۔

داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:۔

تعلیمی معیار

درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا 60٪ سے کم نمبر نہ ہوں۔

عمر

جی سی ایس ای (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 19 سال ہونی چاہئے۔

میڈیکل سرٹیفکیٹ

درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے میڈیکل سرٹیفکیٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونا چاہئے۔

تحریری ٹیسٹ و انٹرویو

درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کیلئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کیلئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہو گا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

درخواست دینے کا طریق

درخواست، متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہو گی، نامکمل درخواست پر کارروائی نہیں کی جائے گی:۔

1. درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب ۔
2. درخواست دہندہ کی صحت کی بابت میڈیکل سرٹیفکیٹ (بزبان انگریزی)۔
3. جی سی ایس ای/اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔
4. پاسپورٹ کی مصدقہ نقل۔
5. درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔
6. درخواست دہندہ کے برتھ سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔

متفرق ہدایات

1. درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔
2. مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یو کے میں 30 مئی 2022ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔
3. جامعہ احمدیہ یو کے کا ایڈریس درج ذیل ہے:۔

Jamia Ahmadiyya UK

Branksome Place

Hindhead Road

Haslemere

GU27 3PN

Tel: +44(0)1428647170

+44(0)1428647173

Mob: +44(0)7988461368

Fax: +44(0)14286474

رابطہ کیلئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ یو کے)

ایڈیٹر کے نام خطوط

- **مکرم ابن ایف آر بسمل لکھتے ہیں:**

مکرم غلام مصباح بلوچ ڈھونڈ ڈھونڈ کر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف کروا رہے ہیں جو بہت خوشکن امر ہے۔بعض مقامات پر اس کثرت سے صحابہ ہوئے ہیں کہ ان کے نام اور اخلاص و وفا کے واقعات تحریر میں نہیں آسکے۔ اس لحاظ سے غلام مصباح بلوچ صاحب کی ریسرچ بہت قابل ستائش ہے۔ اللہ ان کو اور ادارے کو جزائے خیر دے اور خدا کرے یہ کام خوب سے خوب تر ہو کر جاری رہے۔بعض نسلوں کو تو یہ علم ہی نہیں کہ ان کے آباء صحابہ میں سے تھے اس عاجز نے ایک امارت ضلع کی خدمت کے دوران اس ضلع کے صحابہ پر چند مضامین لکھے تھے جو الفضل میں شائع ہوئے۔ اس وقت ایک مضمون پڑھ کر ایک نوجوان نے اپنے والد کو کینیڈا سے فون کیا کہ مجھے تو یہ آج علم ہوا کہ میرے دادا بھی صحابی تھے آپ نے تو کبھی ذکر ہی نہیں کیا۔ اس موقع پر مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نصیحت یاد آتی ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کے حالات اور خدمات ضبط تحریر میں لائیں۔ آپؒ خود صحابہ سے وابستگی ظاہر کرنے پر بہت خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب اس عاجز نے حضورؒ کو لکھا کہ اس عاجز کے دادا اور پڑدادا بھی خدا کے فضل سے صحابی تھے تو حضورؒ نے تحریر فرمایا ’’بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کے دادا، پڑدادا بھی صحابی تھے۔ ماشاء اللہ۔چشم بد دور۔ بڑا مقدس خون ہے جو آپ کے اندر موجیں مار رہا ہے۔‘‘

(خط محررہ 24 مئی 1993ء)

- **مکرم اے آر بھٹی لکھتے ہیں:**

الفضل آن لائن جہاں ہمیں حالات سے باخبر رکھتا ہے وہاں ہماری روحانی پیاس کو بھی بجھاتا ہے۔میں ہر تحریر بغور پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے ان پر عمل کرنے کی بھی توفیق دے آمین۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، الفضل آن لائن سے میرا روزانہ کا تعلق قائم رکھے،

آمین۔ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی درازی عمر کے لئے ہمیشہ دعا گو ہوں۔

؎ الفضل آن لائن نعمت خداوندی ہے
بھائیو! اسی سے قائم ہماری بندگی ہے

- **مکرم عبدالباری طارق لکھتے ہیں:**

مورخہ 6 جنوری 2022ء کے شمارے میں سعدیہ طارق صاحبہ نے ’’ہم کفو کی تلاش‘‘ میں رشتہ کرنے کے حوالے سے نہایت اختصار کے ساتھ مسائل کو اجاگر کر کے ان کا حل بھی بیان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے آمین۔

- **مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا، کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

آج مورخہ 6 جنوری 2022ء کی اشاعت میں آپ کا اداریہ بعنوان ’’پیر بنو پیر پرست نہ بنو‘‘ بے حد خوبصورت تحریر تھی۔شخصیت پرستی کے نازک موضوع کو کمال خوبصورتی سے بیان کیا گیا اور پھر جس طرح آپ نے انبیاء اور خلفاء کرام سے محبت اور عقیدت رکھنے کے پہلو کو بیان کیا وہ تحریر کی جان تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام نصائح پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین اللھم آمین

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے

رمضان کا مبارک و مقدس مہینہ رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن کرنے والا ہے۔ ادارہ کا پروگرام ہے کہ اس بابرکت مہینہ میں روزانہ ہی رمضان کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو قارئین کے سامنے آشکار کیا جائے تا وہ رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوسکیں۔

لہٰذا تمام مضمون نگاروں اور شعراء سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تحریریں اور مضامین و منظوم کلام

Info@alfazlonline.org

پر بھجوانے کا آغاز کردیں۔ کان اللہ معکم

(ایڈیٹر)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: الفضل آن لائن کا تعارف...... از صفحہ 5

پر تیرا ہی ذکر ہو تو ہم سے راضی ہو جائے اور ہم تجھ سے راضی ہوں تیرا نور ہمیں ڈھانک لے اے میرے مولا اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔ میری نیتوں کا تو واقف ہے، میں تجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔ کیونکہ میرے دل میں خیال آنے سے پہلے تجھے اس کی اطلاع ہوتی ہے۔ پس تو میرے مقاصد و اغراض کو جانتا ہے اور میری دلی تڑپ سے آگاہ ہے لیکن میرے مولا میں کمزور ہوں اور ممکن ہے کہ میری نیتوں میں بعض پوشیدہ کمزوریاں بھی ہوں تو ان کو دور کر اور ان کے شر سے مجھے بچالے اور میری نیتوں کو صاف کر اور میرے ارادوں کو پاک کر تیری مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ پس اس ناتوان وضعیف کو اپنے دروازہ سے خائب و خاسر مت پھیریو کہ تیرے جیسے بادشاہ سے میں اس کا امیدوار نہیں تو میرا دستگیر ہو جا اور مجھے تمام ناکامیوں سے بچالے۔ آمین ثم آمین‘‘۔

(الفضل 18 جون 1913ء صفحہ 3)

اللہ تعالیٰ ان دُعاؤں کا الفضل کو اور ہم سب کو وارث بنائے۔ آمین

(ابوسعید)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔ ایک تو آپ نے اس وقت کہا تھا کہ سورۃ فاتحہ روزانہ سات بار پڑھیں۔ تو سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ وفساد سے اور دجل سے بچتے رہیں۔ پھر رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ کی دعا بھی بہت دفعہ پڑھیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اور دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو پہلوں میں شامل نہیں تھی کہ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ۔ یہ بھی دلوں کو سیدھا رکھنے کے لئے بہت ضروری اور بڑی دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ آئے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو۔ پھر اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ پڑھیں۔ پھر استغفار بہت کیا کریں۔ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ۔

پھر درود شریف کافی پڑھیں۔ ورد کریں۔ آئندہ تین سالوں میں ہر احمدی کو اس طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

پھر جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔ ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں اور خاص طور پر اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔

اس کے بعد اب میں پھر یہی کہتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں شر ہے تو استغفار کرے اور اسے نکال دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت اس قدر پھیل چکی ہے اور ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے کہ باوجود رابطوں کی سہولیات نہ ہونے کے انشاء اللہ تعالیٰ خلافت سے دور ہٹانے کی کوئی سکیم، کوئی منصوبہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

(خطبہ جمعہ 27/ مئی 2005ء)

آج کی دعا

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ

ترجمہ: ’’میں اللہ تعالیٰ سے جو کہ میرا رب ہے، تمام گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔‘‘

دینی ودنیاوی ترقیات، برکات، فتوحات اور انعامات کی کلید استغفار ہے۔ قرآن مجید میں بار بار گناہوں، خطاؤں اور لغزشوں کی بخشش کا ذریعہ توبہ و استغفار کو بتایا گیا ہے۔ بلکہ اموال، اولاد اور دنیاوی مال ومتاع میں برکت حاصل کرنے کے لئے بھی استغفار کرنے کی طرف توجّہ دلائی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

’’خدا کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔‘‘

(صحیح بخاری)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

’’استغفار کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں۔ اور دوسرے معنی جو اس سے نیچے درجہ پر ہیں کہ میرے گناہ کے بدنتائج جو مجھے ملنے ہیں میں ان سے محفوظ رہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کو عبادات کے معیار کا جائزہ لینے (بالخصوص باقائدگی سے پنجگانہ نماز کا قیام) اور توبہ و استغفار، صدقات، دعاؤں کی طرف مسلسل توجہ دلا رہے ہیں۔ طالبات کے ساتھ ایک نشست میں ایک سوال کے جواب میں قابلِ صد احترام پیارے آقا نے مشکلات پریشانیوں کا حل ’’استغفار‘‘ کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ

’’سوسائٹی میں، اپنے گھر میں، اپنے سسرال والوں کے ساتھ اور اپنے ماحول میں جو بھی بے چینیاں اور پریشانیاں پیدا ہوں وہ استغفار کرنے اور لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ پڑھنے سے دور کی جاسکتی ہیں۔‘‘

(طالبات کے ساتھ تربیتی نشست، دورہ امریکہ جون 2012)

مرسلہ: مریم رحمٰن

چھوٹی مگر سبق آموز بات

دوسروں کی نقالی

ماڈرن بننے کی دوڑ میں دوسروں کی ہر چیز میں نقالی کرنا احساس کمتری کی ایک قسم ہے۔ جس میں مبتلا انسان اپنی اسلامی اقدار و روایات سے منحرف ہو کر اپنی شناخت کھو دیتا ہے اور معاشرے میں غلط مثال قائم کرتا ہے۔ نقالی صرف رہن سہن اور کھانے پینے کی ہی نہیں کی جاتی بلکہ مردانہ اور زنانہ لباس کو جینڈر (Gender) کی مطابقت کے الٹ استعمال کرنا بھی قابل فخر سمجھتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ لعنت ہے ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں اور لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

(بخاری)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

15 جنوری 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:40	17:59
مدینہ منورہ	05:45	17:55
قادیان	06:03	17:47
ربوہ	05:43	17:26
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:31	16:25